بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ　　نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ　　وَعَلٰی عَبۡدِہِ الۡمَسِیۡحِ الۡمَوۡعُوۡدِ

وَلَقَدۡ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدۡرٍ وَّاَنۡتُمۡ اَذِلَّۃٌ

ہفت روزہ بدر قادیان

Weekly BADAR Qadian

ایڈیٹر: منصور احمد

جلد: 75/شمارہ38/ 17/ستمبر 2026ء،05/ربیع الثانی،1448 ہجری قمری/17/تبوک1405 ہجری شمسی (www.akhbarbadr.in)

ارشاد باری تعالیٰ — امانتیں ان کے حقداروں کے سپرد کریں

اِنَّ اللّٰہَ یَاۡمُرُکُمۡ اَنۡ تُؤَدُّوا الۡاَمٰنٰتِ اِلٰۤی اَہۡلِہَا ۙ وَ اِذَا حَکَمۡتُمۡ بَیۡنَ النَّاسِ اَنۡ تَحۡکُمُوۡا بِالۡعَدۡلِ ؕ اِنَّ اللّٰہَ نِعِمَّا یَعِظُکُمۡ بِہٖ ؕ اِنَّ اللّٰہَ کَانَ سَمِیۡعًۢا بَصِیۡرًا

(سورۃ النساء:۵۹)

ترجمہ: یقیناً اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ تم امانتیں ان کے حقداروں کے سپرد کیا کرو اور جب تم لوگوں کے درمیان حکومت کرو تو انصاف کے ساتھ حکومت کرو۔ یقیناً بہت ہی عمدہ ہے جو اللہ تمہیں نصیحت کرتا ہے۔ یقیناً اللہ بہت سننے والا (اور) گہری نظر رکھنے والا ہے۔

ارشاد نبوی ﷺ — مسلمانوں کے اموال کا نگران اگر امین اور دیانتدار ہے تو ایسا شخص بھی عملاً صدقہ دینے والے کی طرح صدقہ دینے والا شمار ہوگا

عَنۡ اَبِیۡ ہُرَیۡرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡہُ، قَالَ قَالَ رَسُوۡلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ ’’اِذَا ضُیِّعَتِ الۡاَمَانَۃُ، فَانۡتَظِرِ السَّاعَۃَ‘‘، قَالَ کَیۡفَ اِضَاعَتُہَا یَا رَسُوۡلَ اللّٰہِ؟ قَالَ ’’اِذَا اُسۡنِدَ الۡاَمۡرُ اِلٰی غَیۡرِ اَہۡلِہٖ فَانۡتَظِرِ السَّاعَۃَ‘‘ (بخاری کتاب الرقاق۔باب رفع الامانۃ حدیث نمبر:۶۴۹۶)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: جب امانتیں ضائع ہونے لگیں تو قیامت کا انتظار کرنا۔ سائل نے عرض کیا: یارسول اللہ! ان کے ضائع ہونے سے کیا مراد ہے؟ فرمایا: جب نااہل لوگوں کو حکمران بنایا جائے تو قیامت کا انتظار کرنا۔

عَنۡ اَبِیۡ مُوۡسٰی، عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ، قَالَ ’’اِنَّ الۡخَازِنَ الۡمُسۡلِمَ الۡاَمِیۡنَ الَّذِیۡ یُنۡفِذُ، وَرُبَّمَا قَالَ یُعۡطِیۡ مَا اُمِرَ بِہٖ فَیُعۡطِیۡہِ کَامِلًا مُوَفَّرًا، طَیِّبَۃً بِہٖ نَفۡسُہٗ، فَیَدۡفَعُہٗ اِلَی الَّذِیۡ اُمِرَ لَہٗ بِہٖ اَحَدُ الۡمُتَصَدِّقَیۡنِ‘‘ (مسلم کتاب الزکوٰۃ باب اجر الخازن الامین والمراۃ)

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ وہ مسلمان جو مسلمانوں کے اموال کا نگران مقرر ہوا اگر وہ امین اور دیانتدار ہے اور جو اسے حکم دیا جاتا ہے اسے صحیح صحیح نافذ کرتا ہے اور جسے کچھ دینے کا حکم دیا جاتا ہے اسے پوری بشاشت اور خوش دلی کے ساتھ اس کا حق سمجھتے ہوئے دیتا ہے تو ایسا شخص بھی عملاً صدقہ دینے والے کی طرح صدقہ دینے والا شمار ہوگا۔

تبرکات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام — تقویٰ یہ ہے کہ انسان خدا کی تمام امانتوں اور ایمانی عہد اور ایسا ہی مخلوق کی تمام امانتوں اور عہد کی حتی الوسع رعایت رکھے

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ:

’’خدا تعالیٰ نے قرآن شریف میں تقویٰ کو لباس کے نام سے موسوم کیا ہے۔ چنانچہ {لِبَاسُ التَّقۡوٰی} قرآن شریف کا لفظ ہے۔ یہ اسی بات کی طرف اشارہ ہے کہ روحانی خوبصورتی اور روحانی زینت تقویٰ سے ہی پیدا ہوتی ہے۔ اور تقویٰ یہ ہے کہ انسان خدا کی تمام امانتوں اور ایمانی عہد اور ایسا ہی مخلوق کی تمام امانتوں اور عہد کی حتی الوسع رعایت رکھے یعنی ان کے دقیق در دقیق پہلوؤں پر تا بمقدور کاربند ہو جائے۔ امانت سے مراد انسان کامل کے وہ تمام قویٰ اور عقل اور علم اور دل اور جان اور حواس اور خوف اور محبت اور عزّت اور وجاہت اور جمیع نعماء روحانی وجسمانی ہیں جو خدا تعالیٰ انسان کامل کو عطا کرتا ہے اور پھر انسان کامل برطبق آیت {اِنَّ اللّٰہَ یَاۡمُرُکُمۡ اَنۡ تُؤَدُّوا الۡاَمٰنٰتِ اِلٰۤی اَہۡلِہَا} اس ساری امانت کو جناب الٰہی کو واپس دے دیتا ہے یعنی اُس میں فانی ہو کر اُس کے راہ میں وقف کر دیتا ہے... اور یہ شان اعلیٰ اور اکمل اور اتم طور پر ہمارے سیّد، ہمارے مولیٰ، ہمارے ہادی، نبی امّی صادق اور مصدوق محمد مصطفی ﷺ میں پائی جاتی تھی۔‘‘

(آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۱۶۱۔۱۶۲)

تبرکات حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ — اسلام نے حکومت کو بھی امانت قرار دیا ہے

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ سورۃ المومنون کی آیت وَالَّذِیۡنَ ہُمۡ لِاَمٰنٰتِہِمۡ وَعَہۡدِہِمۡ رٰعُوۡنَ کی تفسیر میں بیان فرماتے ہیں:

’’یہ کتنا شاندار نمونہ ہے جو صحابہؓ نے دکھایا کہ حمص جو عیسائیوں کا ایک مرکزی شہر تھا اُس پر مسلمانوں کا قبضہ ہو گیا اور انہوں نے لاکھوں روپیہ عیسائیوں سے ٹیکس کے طور پر وصول کر لیا لیکن جب انہیں جنگی مصلحتوں کے ماتحت اس شہر کو خالی کرنا پڑا تو انہوں نے وہاں کے ذمہ دار افراد کو بلایا اور اُن کا سارا روپیہ اُن کو واپس کر دیا اور کہا ہم نے تم سے یہ ٹیکس اس لئے لیا تھا کہ ہم تمھارے جان و مال کی حفاظت کریں گے۔ مگر اب چونکہ حالات مخدوش ہو رہے ہیں اور ہم اس شہر کو چھوڑ رہے ہیں اس لئے ہم دیانت و امانت کے اصول کے خلاف یہ بات سمجھتے ہیں کہ تمہارا روپیہ اپنے پاس رکھیں۔ چنانچہ لاکھوں روپیہ ان کو واپس کر دیا گیا۔ تاریخ بتاتی ہے کہ اس واقعہ نے عیسائیوں کے قلوب پر ایسا گہرا اثر چھوڑا کہ جب مسلمانوں کا لشکر شہر سے نکلا تو وہ ساتھ ساتھ الوداع کہنے کے لئے چل پڑے۔ اُن کی آنکھوں سے آنسو بہتے جاتے تھے اور وہ کہتے جاتے تھے کہ خدا تمہیں پھر دوبارہ واپس لائے کہ ہم نے تمہارے جیسے نیک حاکم آج تک نہیں دیکھے (فتوح البلدان للبلاذری امر حمص و یوم الیرموک)۔ اسی طرح اسلام نے حکومت کو بھی امانت قرار دیا ہے اور حکم دیا ہے کہ جب یہ امانت تمہارے سپرد ہو تو تم اس میں کبھی خیانت نہ کرو اور ہمیشہ حکومت کی باگ ڈور ایسے لوگوں کے ہاتھ میں دو جو حکومتی ذمہ داریوں کو پوری دیانت کے ساتھ ادا کرنے والے ہوں اور تاریخ بتاتی ہے کہ مسلمانوں نے اس حکم پر بھی انتہائی سختی کے ساتھ عمل کیا ہے۔‘‘

(تفسیر کبیر جلد 8 صفحہ نمبر 278 مطبوعہ یوکے)

اخبار احمدیہ

الحمد للہ سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بخیر و عافیت ہیں۔ سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 11/ستمبر 2026 کو مسجد مبارک (اسلام آباد) یو.کے سے بصیرت افروز خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔ جس کا خلاصہ اسی شمارہ کے صفحہ نمبر 16 پر ملاحظہ فرمائیں۔ احباب کرام حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت و تندرستی، فعال درازئ عمر، مقاصد عالیہ میں کامیابی اور خصوصی حفاظت کیلئے دُعائیں جاری رکھیں، اللہ تعالیٰ حضور انور کا ہر آن حافظ و ناصر ہو اور تائید و نصرت فرمائے۔ آمین۔

جمیل احمد ناصر، پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا: پروپرائٹر، نگران بدر بورڈ قادیان

دنیا میں حسین معاشرہ تب ہی قائم ہوگا جب ہم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیان فرمودہ شرائط بیعت پر عمل کریں گے

خلاصہ اختتامی خطاب حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

برموقع جلسہ سالانہ جرمنی 6/ستمبر 2026ء

حضرت اقدس امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جلسہ سالانہ جرمنی منعقدہ 4، 5، 6/ستمبر 2026 کے موقع پر بذریعہ ایم ٹی اے اسلام آباد ٹلفورڈ سے براہ راست خطاب فرمایا جس کا خلاصہ ادارہ بدر الفضل انٹرنیشنل کے شکریہ کے ساتھ پیش کر رہا ہے (ادارہ)

تشہد، تعوذ اور سورۃ الفاتحہ کی تلاوت کے بعد حضورِ انور ایدّہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

شرک کے بارے میں مَیں نے برطانیہ کے جلسے میں بیان کیا تھا اور بڑا تفصیل سے بیان کیا تھا۔ مختصراً یہاں بھی پہلے اِسی بارے میں توجہ دلانا چاہتا ہوں۔ یہ بہت بڑا گناہ ہے۔ کیونکہ کامل ایمان کے بغیر ایک مسلمان حقیقی مسلمان نہیں کہلا سکتا۔ ایک موحد، اللہ تعالیٰ کو ماننے والا جو ہے، اللہ تعالیٰ کو ایک ماننے والا نہیں کہلا سکتا۔ پس اِس بات کی طرف ہمیں بہت زیادہ توجہ دینے کی ضرورت ہے۔

اللہ تعالیٰ قرآنِ کریم میں فرماتا ہے کہ اللہ (اِس بات کو) ہرگز معاف نہیں کرے گا کہ (کسی کو) اِس کا شریک قرار دیا جائے اور جو (گناہ) اِس سے ادنیٰ ہو اُسے جس کے حق میں چاہے گا معاف کر دے گا اور جس نے اللہ کے ساتھ (کسی کو) شریک قرار دیا ہو تو (سمجھو کہ) اُس نے (بہت) بڑی بدی (کی بات) بنائی۔

اِس کی وضاحت میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ یہاں شرک سے یہی مراد نہیں کہ پتھروں وغیرہ کی پرستش کی جاوے، بلکہ یہ بھی ایک شرک ہے کہ اسباب کی پرستش کی جاوے اور معبوداتِ دنیا پر زور دیا جاوے، اِس کا نام بھی شرک ہے۔ یعنی دنیا کی جو باتیں ہیں، جو اسباب ہیں، اُن پر زور دیا جائے، یہ بھی شرک ہے۔

حضورِ انور نے فرمایا کہ اب اگر ہم اپنا جائزہ لیں تو پتا لگتا ہے کہ اِس معاشرے میں جب ہم معاشرے سے خوفزدہ ہو کر اسلامی تعلیم پر عمل کرنے سے شرمانا شروع ہو جاتے ہیں، تو پھر اِس شرماہٹ کا جو آخری نتیجہ نکلتا ہے، وہ یہی ہوتا ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ سے دُور ہوتے چلے جاتے ہیں۔ اور اُس کی جو تعلیم ہے اُس پر عمل نہیں کرتے۔

اِسی طرح دنیاوی کاموں کے حرج کے خوف سے، ہم جو اپنے دینی فرائض ہیں، جو عبادت کے فرائض ہیں، اُن کو بھول جاتے ہیں۔ نمازوں کو ہم وقت پر ادا نہیں کرتے۔ حدیث میں آیا ہے کہ نمازیں سنوار کر ادا کرنی چاہئیں۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک بدوی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہا کہ مجھے ایسے کام کا پتا بتائیے کہ جب مَیں وہ کرلوں تو جنّت میں چلا جاؤں۔ تو آپؐ نے فرمایا کہ اللہ کی عبادت کرو، اُس کا کسی کو شریک نہ کرو، اَور نماز سنوار کر پڑھو اور مقررہ زکوٰۃ ادا کرو اَور رمضان کے روزے رکھو۔ یہ اسلام کی بنیادی باتیں ہیں۔ اُس نے کہا کہ اُس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، مَیں اِس سے زیادہ نہیں کروں گا۔ جب وہ پیٹھ موڑ کر چلا گیا، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس کی خواہش ہو کہ جنّتیوں میں سے کسی آدمی کو دیکھے، تو اِسے دیکھ لے۔ جس طرح اِس نے عہد کیا ہے کہ مَیں یہ باتیں کروں گا، تو یہ جنّت میں جانے والا ہے، اگر اِن کو پُورا کرنے والا ہو۔

ایک دوسری روایت میں آتا ہے کہ حضرت ابو ذر غفّاری رضی اللہ عنہ یہ بیان کرتے ہیں کہ مَیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور آپؐ نے سفید کپڑے پہنے ہوئے تھے اور اُس وقت آپؐ سو رہے تھے۔ پھر مَیں آپؐ کے پاس آیا اور آپؐ بیدار ہو گئے۔ آپؐ نے فرمایا کہ کوئی بھی ایسا بندہ نہیں، جو لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کا اقرار کرے، اور پھر اِسی اقرار پر مَر جائے تو وہ جنّت میں داخل ہو گا۔ مَیں نے کہا کہ گو اِس نے زنا کیا ہو، گو اُس نے چوری کی ہو؟ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ گو اُس نے زنا کیا ہو، گو اُس نے چوری کی ہو۔ پھر آپؐ نے دو مرتبہ اِسی بات کو دُہرایا اور آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے یہی جواب ارشاد فرمایا۔ اور ابوذرؓ کے بُرا ماننے کے باوجود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بار بار یہی دُہرایا۔

حضورِ انور نے تصریح فرمائی کہ بہرحال اِس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہہ دیا اور اِس کے بعد زنا اور چوری کرتے جاؤ تو جنّت میں چلے جاؤ گے۔ اِس کا مطلب تو یہ ہے کہ جو لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کی حقیقت کو جانتا ہے، وہ ایسا گناہ کر ہی نہیں سکتا۔

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کی تو تعلیم ہی یہی ہے کہ اپنے روحانی معیاروں کو اُونچا کرو، اخلاقی معیاروں کو بُلند کرو، اَور ہر قسم کی بدیوں سے اپنے آپ کو پاک کرو۔

بعض دفعہ لوگ بعض حدیثیں ظاہری طور پر پڑھ لیتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ ہمارے لیے اتنا ہی کافی ہے اور ہم نے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ پڑھ لیا ہے، اب ہم چاہے ڈاکے ڈالیں، چوریاں کریں، زنا کریں، بُرائیاں کریں، گناہ کریں، مار دھاڑ کریں، دنیا میں فساد پیدا کریں، ہمیں کچھ نہیں ہو گا۔ لیکن اِس کا مطلب یہ نہیں۔

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کا مطلب ہی یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ پر ایسا یقینِ کامل ہو اَور اُس کی واحدانیت پر، اُس کی عبادت پر ایسا یقینِ کامل ہو، اور اللہ تعالیٰ کا ایسا خوف ہو کہ وہ کبھی اِن گناہوں کے قریب بھی نہ جائے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ جیسا تم دیکھتے ہو کہ نُور کے آنے سے ظلمت قائم نہیں رہ سکتی، ایسا ہی جب لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کا نورانی پرتَو دل پر پڑتا ہے تو نفسانی ظلمت کے جذبات کالمعدوم ہو جاتے ہیں۔ گناہ کی حقیقت بجز اس کے اَور کچھ نہیں کہ سرکشی کی ملونی سے نفسانی جذبات کا شور و غوغا ہو، جس کی متابعت کی حالت میں ایک شخص کا نام گناہگار رکھا جاتا ہے، جو غلط کام کرتا ہے تبھی اُسے گناہگار کہتے ہیں، اور لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کے معنی جو لغتِ عرب کے مَوارِدِ استعمال سے معلوم ہوتے ہیں کہ لَا مَطْلُوْبَ لِیْ وَ لَا مَحْبُوْبَ لِیْ وَ لَا مَعْبُوْدَ لِیْ وَ لَا مُطَاعَ لِیْ اِلَّا اللّٰہُ۔ یعنی بجز اللہ کے اَور کوئی میرا مطلوب نہیں ہے اور محبوب نہیں ہے اور معبود نہیں ہے اور مطاع نہیں ہے۔ اب ظاہر ہے کہ یہ معنی گناہ کی حقیقت اور گناہ کے اصل منبع سے بالکل مخالف پڑے ہیں۔ پس جو شخص ان معنوں کو خلوصِ دل کے ساتھ اپنی جان میں جگہ دے گا تو وہ بالضرورت مفہومِ مخالف اُس کے دل سے نکل جائے گا۔ کیونکہ ضدّین ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتے۔

پس یہ حقیقت کلمے کی ہے۔ یعنی کلمہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ سے انسان حقیقت میں مسلمان بنتا ہے اور جب حقیقی مسلمان بن جائے تو گناہ سے دُوری پیدا ہو جاتی ہے۔ اور گناہ اُس کے قریب بھی نہیں پھٹکتا۔ لیکن لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کا حقیقی مفہوم سمجھنا ضروری ہے۔ اِس کی گہرائی میں جانے کی ضرورت ہے۔

پھر آپؑ نے یہ بھی تلقین فرمائی کہ

بدنظری سے بچو۔

ایک حقیقی مومن اور ایک حقیقی احمدی مسلمان میں بدنظری بالکل نہیں ہونی چاہیے۔ آجکل بدنظری کے اتنے مواقع پیدا ہو گئے ہیں اور خاص طور پر اِن مغربی ممالک میں، جو ترقی یافتہ ممالک کہلاتے ہیں، اِن میں بدنظری کی انتہا ہے۔ قدم قدم پر، بازاروں میں، سڑکوں پر، ٹیلی ویژن پر پروگراموں میں، انٹرنیٹ پر اور سوشل میڈیا پر، ہر جگہ ایسی باتیں ہیں، جہاں آدمی ایسی غلط قسم کی باتیں دیکھتا ہے جس سے برائی میں پھر مبتلا ہوتا چلا جاتا ہے۔ اور یہ بیماری اب دنیا میں ہر جگہ پھیل رہی ہے۔ غریب ملکوں میں بھی پھیل رہی ہے۔

حضرت ابنِ عبّاس رضی اللہ عنہما نے حضرت ابوہُریرہ رضی اللہ عنہ کے قول کو بیان کیا، کہتے ہیں کہ مَیں نے حضرت ابوہُریرہؓ کے اِس قول سے بڑھ کر کسی بات کو یا اُن کے مفہوم کے قریب ترین نہیں پایا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا کہ اللہ نے ابنِ آدم کے متعلق زنا میں سے حصّہ لکھ دیا ہے، جس کو وہ ضرور پالے گا، آنکھ کا زنا غلط قسم کی چیزیں دیکھنا ہے، زبان کا زنا غلط باتیں کرنا ہے، اور نفس آرزو کرتا ہے اور خواہش کرتا ہے اور عضو اِس سب کی تصدیق کرتا ہے یا اِس کو جھٹلاتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بدنظری سے بچنے کے بارے میں ایک جگہ فرماتے ہیں کہ جو شخص پُورے طور پر ہر ایک بدی سے اور ہر ایک بدعملی سے یعنی شراب سے، قُمار بازی سے، بدنظری سے اور خیانت سے، رشوت سے اور ہر ایک ناجائز تصرّف سے توبہ نہیں کرتا، وہ میری جماعت میں سے نہیں۔ آپؑ نے بڑی کڑی شرطیں لگائی ہیں۔ ہر ایک مرد جو بیوی سے، یا بیوی خاوند سے، خیانت سے پیش آتی ہے، وہ میری جماعت میں سے نہیں۔

حضورِ انور نے فرمایا کہ اب اِس بارے میں بھی ہمیں غور کرنا چاہیے اور دیکھنا چاہیے۔

ہر مرد اور عورت کو دیکھنا چاہیے۔ ہر خاوند اور بیوی کو دیکھنا چاہیے کہ وہ کس حدّ تک ایک دوسرے کے حقوق ادا کر رہے ہیں؟ اور خیانت کے بھی یہی معنی ہیں کہ جو ذمہ داریاں ہیں، اُن کو پُورے طور پر ادا نہ کرنا، خاوند کا فرض ہے کہ بیوی کے حقوق ادا کرے اور بیوی کا فرض ہے کہ وہ گھر کی ذمہ داریاں ادا کرے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تو یہ فرمایا ہے کہ جو عورت اپنے گھر کی ذمہ داریاں ادا کرتی ہے اور اپنے بچوں کی دیکھ بھال کرتی ہے اور اپنے خاوند کے گھر کو سنبھال کر رکھتی ہے، گویا وہ اُسی طرح ثواب کی مستحق ہے جس طرح کہ ایک جہاد کرنے والا جہاد کر کے ثواب کا مستحق بنتا ہے۔

نفسانی جوشوں سے بچنے کی تلقین

فرمایا کہ نفسانی جوشوں سے بچو۔ اور ایک احمدی کے لیے یہ بہت ضروری ہے۔

ایک حدیث میں آتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس دو افراد بیٹھے ہوئے تھے، تو اُن کی آپس میں گالی گلوچ شروع ہو گئی، اور اُن میں سے ایک اپنے ساتھی کو گالی دے رہا تھا اور اُس کا چہرہ سرخ ہو گیا تھا۔ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مَیں ایک ایسی بات جانتا ہوں کہ اگر وہ اُسے کہے تو وہ ضرور اُس سے جاتا رہے گا، جو وہ محسوس کر رہا ہے، اگر وہ کہے کہ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ کہ مَیں اللہ کی شیطانِ رجیم سے پناہ لیتا ہوں۔

حضورِ انور نے تاکید فرمائی کہ یہ نسخہ بھی آزمانے والا ہے۔ ہر احمدی کو آزمانا چاہیے کہ ہم کس طرح شیطان سے نجات پا سکتے ہیں؟ ذرا ذرا سی باتوں پر شیطان ہم پر قبضہ کر لیتا ہے۔

حضورِ انور نے فرمایا کہ اِسی طرح

فسق و فجور سے بچنا بھی ایک بہت ضروری بات ہے۔

اللہ تعالیٰ قرآنِ کریم میں فرماتا ہے کہ اِسی طرح تیرے ربّ کا فرمان ان لوگوں پر صادق آتا ہے جنہوں

نے فسق کیا کہ وہ ہر گز ایمان نہیں لائیں گے۔یعنی فسق و فجور کرنے والا تو ایمان نہیں لاسکتا۔اِن کا کامل ایمان ہو ہی نہیں سکتا۔

ایک حدیث میں آتا ہے کہ حضرت ابو ذر غفّاریؓ نے حضرت نبی کریم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ کوئی شخص کسی دوسرے شخص پر فسق کی تہمت نہ لگائے اور نہ اُس پر کُفر کی تہمت لگائے، ورنہ وہ اُسی پر لَوٹے گا، اگر اُس کا ساتھی جسے متّہم کیا گیا ہے، وہ ایسا نہیں ہے۔

کاش! کہ یہ بات آج کے نام نہاد مسلمان علماء بھی سمجھیں، جو جماعتِ احمدیہ پر کُفر کے فتوے لگاتے پھرتے ہیں۔

فسق و فجور سے بچنے کی بابت حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے ایک ارشاد کی روشنی میں حضورِ انور نے توجہ دلائی کہ کیا ہم اِن لغویات سے بچنے کی کوشش کرتے ہیں، اگر نہیں تو یہ چیزیں ہمیں فسق و فجور کی طرف لے جائیں گی، اب دیکھیں کہ جب اِس گہرائی میں جاکر ہم اپنے آپ کو گناہوں سے بچائیں گے تو پھر ہی اللہ تعالیٰ ہماری دعائیں بھی سنے گا۔بعض لوگوں کا شکوہ ہوتا ہے کہ دعائیں نہیں سنی جاتیں۔ جرمنی سے بھی مجھے بہت سے خطوط آتے ہیں۔تو پہلے ہمیں یہ دیکھنا ہو گا کہ ہم نے اللہ کو اپنے کتنا قریب کرلیا ہے؟ ہم اللہ تعالیٰ کے کتنے قریب ہو گئے ہیں؟اور جب ہم اتنے پاک ہوجائیں گے، تو پھر اللہ تعالیٰ بھی اِس سے بڑھ کر اپنی رحمت ہم پر فرمائے گا۔ یہ نہیں ہوسکتا کہ ہمارے اندر بُغض بھی ہو، کینہ بھی ہو، لوگوں سے دشمنیاں بھی ہوں اور دوسری قسم کی بیماریاں بھی ہوں اور ایسی حالت میں اللہ تعالیٰ ہم سے وہ سلوک کرے جو ایک نیک مسلمان سے کرتا ہے۔

اللہ تعالیٰ تو عالم الغیب ہے، انسان تو دھوکا کھا سکتا ہے، مگر اللہ تعالیٰ کبھی دھوکہ نہیں کھا سکتا، پس ہمیشہ یہ بات یاد رکھنی چاہیے کہ اگر اللہ تعالیٰ کو راضی کرنا ہے تو ہمیں اپنے ایمانوں کو کامل کرنا پڑے گا اور اپنے اندر پاک تبدیلیاں پیدا کرنا پڑیں گی۔ اور جب یہ ہو گا تبھی ہم اللہ تعالیٰ کی رضا کو حاصل کرنے والے ہوں گے۔ تبھی ہم اپنی دعاؤں کی قبولیت کے نظارے دیکھنے والے ہوں گے۔

کبھی خیانت نہیں کرو گے۔

اللہ تعالیٰ نے آنحضرتؐ کی بیعت میں آنے والوں سے جو عہد لیا، وہی الفاظ آگے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے ماننے والوں کے لیے استعمال فرمائے ہیں۔ وہی باتیں ہیں، جو آنحضرتؐ نے فرمائی تھیں، ایک حقیقی مسلمان ہونے کے لیے آپؑ نے فرمایا کہ اِس زمانے میں بھی اگر محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام کی بیعت کرنی ہے، تو پھر یہ باتیں ماننی پڑیں گی۔ اور ہم نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ یہ عہد کیا ہے کہ مَیں نمازوں کا پابند رہوں گا۔ مَیں شرک نہیں کروں گا۔ مَیں نوافل کی ادائیگی کروں گا۔ مَیں سچ بولوں گا۔ مَیں گناہوں سے اپنے آپ کو پاک رکھوں گا۔ مَیں بدّ نظری نہیں کروں گا۔ مَیں فسق و فجور نہیں کروں گا۔تو یہ سارے وہ عہد اور امانتیں ہیں جن کو ہمیں ادا کرنا ہو گا۔ اگر ہم یہ نہیں کریں گے تو پھر ہم اپنے عہد اور اپنی امانتوں کی پابندی نہ کرنے والے کہلائیں گے۔

آجکل کی بُرائیوں میں جیسا کہ مَیں نے کہا، مختلف قسم کے سوشل میڈیا اور مختلف دوسرے میڈیا ہیں اور اِن کی باتیں ہیں، جس کی وجہ سے زنا عام ہو چکا ہے۔نظر کا بھی زنا ہے اور جیسے مَیں نے حدیث بیان کی ہے مختلف قسم کے زنا ہیں، اِن سے بچنے کی کوشش کرنی چاہیے۔

بدیوں اور بُرائیوں سے محفوظ رہنے کے حوالے سے قرآنی تعلیم کی روشنی میں

نماز کی پابندی

کی بابت تاکیدی نصائح کرتے ہوئے حضورِ انور نے فرمایا کہ

اب حقیقت میں جو نماز کا حق ادا کرنے والے ہیں، اُن کو نماز بے حیائیوں سے روکے گی اور آجکل کے معاشرے میں اتنی بے حیائیاں ہیں کہ جن کی کوئی انتہا نہیں۔ اِن سے رُکنے کے لیے ایک ہی حل ہے اور وہ یہ کہ انسان اللہ تعالیٰ کی عبادت کرے۔ اُس کا حق ادا کرے۔ دنیاوی چیزوں کو پسِ پُشت ڈالے۔ اور پہلے نماز کا حق ادا کرے تو پھر اُس کے کاموں میں برکت ہو گی، اُس کے کاروبار میں بھی برکت ہو گی، اور اُس کے ہر عمل میں برکت ہو گی۔

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مَیں نے رسول اللہؐ سے پوچھا کہ میرا کون سا عمل سب سے زیادہ افضل ہے؟ آپؐ نے فرمایا کہ نماز کو اُس کے وقت پر پڑھنا۔

حضورِ انور نے فرمایا کہ اب یہ دیکھیں کہ سب سے افضل عمل یہ ہے کہ وقت پر نماز پڑھی جائے۔ ہم کاروباروں کی خاطر، دنیاوی چیزوں کی خاطر، نمازوں کے اوقات میں نماز ادا نہیں کرتے، مسجد میں نماز پڑھنے نہیں جاتے، سینٹر میں نہیں جاتے، اگر مسجد جانے کا وقت نہیں بھی ہے، دُور ہے، تو اپنے گھر پر یا جہاں بھی کاروبار ہے وہاں نماز وقت پر پڑھی جاسکتی ہے۔ یہاں اِن حالات میں اور اِن ملکوں میں ہر جگہ، ہر محلّے میں تو مسجد نہیں ہے، تو جہاں جہاں انسان کام کر رہا ہے، وہیں وقت پر نماز پڑھنے کی کوشش کرے۔ کیونکہ وقت پر نماز پڑھنا ضروری ہے۔

پھر اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ

تہجّد پڑھو،

صحابہؓ کو اِس کی کتنی فکر ہوتی تھی، اِس بارے میں ایک حدیث میں آتا ہے کہ حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں کوئی شخص جب خواب دیکھتا تھا تو آپؐ کے سامنے اُسے بیان کرتا تھا، تو مجھے بھی خواہش پیدا ہوئی کہ مَیں خواب دیکھوں، جسے آپؐ کے سامنے پیش کروں۔ تو کہتے ہیں کہ مَیں نے خواب میں دیکھا کہ دو فرشتے ہیں اور دونوں نے مجھے پکڑا ہے اور مجھے آگ کی طرف لے گئے ہیں۔ تو کیا دیکھتا ہوں کہ یہ گہری آگ ہے، کنویں کی گہرائی کی مانند گہری جگہ ہے، اور اِس کی دو منڈیریں ہیں۔ اور کیا دیکھتا ہوں کہ اِس میں کچھ لوگ ایسے ہیں، مَیں نے اِن کو پہچان لیا، مَیں کہنے لگا کہ مَیں آگ سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں۔ دو دفعہ مَیں نے اِسے کہا۔ ایک اَور فرشتہ اِن دونوں سے ملا اور مجھے کہنے لگا کہ بالکل ڈرو نہیں۔ مَیں نے یہ خواب حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے بیان کی، انہوں نے نبی کریم ﷺ سے اِسے بیان کیا، تو آپؐ نے فرمایا کہ عبد اللہ کیا ہی اچھا آدمی ہے اگر وہ رات کو تہجّد پڑھے۔ راوی کہتے ہیں کہ پھر حضرت عبد اللہؓ رات کو بہت کم سوتے تھے بلکہ تہجّد بہت اہتمام سے پڑھا کرتے تھے۔ پس ہر احمدی کو بھی اِس طرف توجہ دینی چاہیے کہ وہ تہجّد پڑھنے کی کوشش کرے۔

تسبیح وتحمید و درود شریف

کی طرف بھی توجہ دلاتے ہوئے آپؑ نے فرمایا کہ ایک احمدی مسلمان ہونے کی حیثیت سے یہ بھی بہت ضروری ہے۔قرآنِ شریف میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيْمِ کہ پس اپنے ربّ عظیم کے نام کے ساتھ تسبیح کر۔حضرت مُعاذ بن جبلؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے اُن کا ہاتھ پکڑا اَور فرمایا! اے مُعاذ! بخُدا مَیں یقیناً تم سے محبّت کرتا ہوں۔ پھر فرمایا! اے مُعاذ! مَیں تمہیں تاکید کرتا ہوں کہ ہر نماز کے بعد ہر گز نہ چھوڑنا کہ تم کہو کہ اے اللہ! میری مدد فرما، اپنے ذکر کے لیے اور اپنے شکر کے لیے اور اپنی عبادت کی خوبصورتی کے لیے۔

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جس نے ہر نماز کے بعد تینتیس مرتبہ سبحان اللہ کہا، اور تینتیس بار الحمد للہ کہا، اور تینتیس بار اللہ اکبر کہا اور یہ مل کر اُنناوے ہوئے اور سو کا عدد پُورا کرنے کے لیے کہا: لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ اکیلا ہے اور اُس کا کوئی شریک نہیں۔ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ کہ بادشاہت اُسی کی ہے، تمام تعریف اُسی کے لیے ہے اور وہ ہر ایک چیز پر خوب قدرت رکھتا ہے۔ جو ایسا کرے گا، اُس کی تمام خطائیں معاف کر دی جائیں گی، اگرچہ وہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہی کیوں نہ ہوں۔ پس تسبیح وتحمید کرنا بھی بڑا ضروری ہے۔

اِسی طرح

آپس کے جھگڑے دور کرو

آنحضرتؐ نے ایک جگہ فرمایا کہ تین باتیں ہیں، جس میں یہ پائی جائیں، اللہ اُس سے آسان حساب لے گا اور اپنی رحمت سے اُسے جنّت میں داخل کرے گا۔لوگوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہؐ! وہ کیا ہیں؟ تو آپؐ نے فرمایا کہ جو تجھے محروم رکھے تُو اُسے عطا کر، اور جو تجھ پر ظلم کرے، اُس سے درگزر کر، اور جو تجھ سے قطع تعلق کرے، اُس سے صلہ رحمی کر۔ کہنے والے نے کہا کہ اگر مَیں نے ایسا ہی کیا، تو میرے لیے کیا ہو گا۔ آپؐ نے فرمایا کہ تجھ سے آسان حساب لیا جائے گا۔ اور اللہ تعالیٰ تجھے اپنی رحمت سے جنّت میں داخل کرے گا۔

حضورِ انور نے فرمایا کہ اب دیکھیں! وہاں تو وہ مرنے کے بعد جنّت میں داخل ہو گیا اور یہاں اگر انسان میں یہ باتیں پیدا ہوجائیں تو ایک حسین معاشرہ قائم ہو جائے گا جو تمام قسم کی رنجشوں، لڑائیوں اور فتنوں اور فسادوں سے پاک ہو گا۔ پس ہمیں ہمیشہ اِس کو اختیار کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ مَیں دیکھتا ہوں کہ جماعت میں باہم نزاعیں بھی ہوجاتی ہیں اور معمولی نزاع سے پھر ایک دوسرے کی عزّت پر حملہ کرنے لگتا ہے اور اپنے بھائی سے لڑتا ہے۔ یہ بہت ہی نامناسب حرکت ہے۔ یہ نہیں ہونا چاہیے۔ بلکہ ایک اگر غلطی کا اعتراف کر لے تو کیا حرج ہے؟ بعض آدمی ذرا ذرا سی بات پر دوسرے کی ذلّت کا اقرار کیے بغیر پیچھا نہیں چھوڑتے۔ ان باتوں سے پرہیز کرنا لازم ہے۔ خدا تعالیٰ کا نام ستّار ہے۔ پھر یہ کیوں اپنے بھائی پر رحم نہیں کرتا اور عفو اور پردہ پوشی سے کام نہیں لیتا۔ چاہیے کہ اپنے بھائی کی پردہ پوشی کرے اور اس کی عزّت و آبرو پر حملہ نہ کرے۔

اس تناظر میں حضورِ انور نے فرمایا کہ معمولی باتوں پر بعض دفعہ لڑائیاں ہوجاتی ہیں اور پھر صلح بھی نہیں ہوتی حالانکہ کوئی ایسی بات نہیں ہوتی کہ جس کو اتنا لمبا لٹکایا جائے۔ احمدی ہونے کا دعویٰ کر کے، ایک احمدی مسلمان ہونے کا دعویٰ کر کے، حضرت مسیح موعودؑ کی شرائطِ بیعت کو ماننے کا دعویٰ کر کے، ایسے لوگ اِس کے خلاف کرتے ہیں۔ یہ فساد اُسی وقت پیدا ہوتے ہیں جب انسان اپنی انانیت کو فوقیت دے رہا ہوتا ہے۔

خطاب کے آخر میں حضورِ انور نے توجہ دلائی کہ ہمیں اپنے معافی کے معیاروں کو بڑھانے کی ضرورت ہے اور جب یہ ہو گا، تو تب ہی ایک حسین معاشرہ قائم ہو گا جو جماعتِ احمدیہ قائم کرنا چاہتی ہے اور وہ معاشرہ قائم ہو گا جس کے لیے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام آئے تھے۔ اور وہ معاشرہ قائم ہو گا جس پر آپؑ نے ہم سے بیعت لی ہے کہ یہ معاشرہ ہم نے قائم کرنا ہے، اگر یہ نہیں تو پھر ہمارے دعوے غلط دعوے ہیں کہ ہم نے دنیا میں ایک انقلاب پیدا کرنا ہے۔ انقلاب تو اُسی صورت میں پیدا ہوسکتا ہے کہ جب ہم اپنی حالتوں کو درست کریں گے۔ اپنے آپ کو اعتقادی لحاظ سے بھی، روحانی لحاظ سے بھی اور عملی لحاظ سے بھی بہتر کرنے کی کوشش کریں اور وہ پاک معاشرہ قائم کریں کہ جو دنیا میں فسادوں کو ختم کرنے والا معاشرہ ہو، جو دنیا میں محبّت اور پیار پیدا کرنے والا معاشرہ ہو، جو دنیا میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حکومت کو قائم کرنے والا معاشرہ ہو، جو دنیا میں اللہ تعالیٰ کی واحدانیت کو قائم کرنے والا معاشرہ ہو۔

اللہ کرے کہ ہم اِس پر عمل کرنے والے ہوں اور حقیقت میں آپؑ کی بیعت کا حق ادا کرنے والے ہوں۔

اسکے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اختتامی دعا کروائی اور فرمایا کہ جلسہ سالانہ جرمنی پر امسال 48 ہزار 330 افراد شامل ہوئے ہیں جبکہ اسلام آباد (یوکے) میں شاملین کی تعداد 2 ہزار ہے گویا کل ملا کر 50ہزار کی تعداد بنتی ہے۔ دعا کے بعد جلسہ گاہ جرمنی سے مختلف زبانوں میں ترانے بھی پیش کئے گئے۔

☆...☆...☆

خطبہ جمعہ

”سب سے پہلے مجھے اللہ تعالیٰ کا شکر دل میں جوش مارتا ہے جس نے میری جماعت کو سچی ارادت اور محبت اور ہمدردی عطا فرمائی ہے۔ اگر خدا تعالیٰ کا فضل ان کے ساتھ نہ ہوتا تو یہ توفیق ان کو ہرگز نہ دی جاتی کہ وہ صحابہ رضی اللہ عنہم کے قدم پر اس درجہ کی اطاعت کرتے کہ باوجود اپنی مالی مشکلات اور کمی آمدن کے اپنی طاقت سے بڑھ کر خدمتِ مالی میں مصروف ہوتے۔ مَیں دعا کرتا ہوں کہ خدا تعالیٰ ان سب کے مالوں میں برکت دے اور یہ نصرت اور اعانت جو وہ دینی اغراض کی تکمیل کے لئے کر رہے ہیں خدا تعالیٰ دونوں جہانوں میں ان کی بھلائی کا موجب کرے“ (حضرت مسیح موعودؑ)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے کو دنیا میں لہرانے کے لیے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو کوششیں کیں وہ تو ظاہر ہیں لیکن آپؑ اپنے ان مددگاروں کے بھی بہت شکر گزار ہوتے تھے جنہوں نے آپؑ کے اس مشن کو پورا کرنے کے لیے کسی بھی رنگ میں مدد کی

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کسی کی کوئی معمولی خدمت بھی ہو تو بے انتہا شکریہ ادا فرمایا کرتے تھے

حضورؑ نے فرمایا کہ اللہ کا شکر پہلے ادا کرو۔ پھر بندوں کا شکر ادا کرو

حضورؑ نے نہایت تشکر کے ساتھ جو چہرے سے ظاہر تھا ان دو توسوں کو نکال کر شکّر سے لگا کر کھالیا اور اس کے اوپر پانی پی لیا۔ اس وقت مجھے خیال آیا کہ اللہ تعالیٰ نے یہ بھول اس لیے ڈالی کہ حضورؑ کا صبر اور شکر اور مرتبہ دنیا پر ظاہر ہو (ایک روایت)

شکر گزاری کے ساتھ ہی آپؑ ان کے دین کی ترقی کے لیے بھی ہر ایک کے لیے دعا کیا کرتے تھے

جب خطبہ [الہامیہ] ختم ہوا تو آپؑ سجدہ شکر میں جا پڑے۔ آپ کے ساتھ تمام حاضرین نے سجدۂ شکر ادا کیا۔ سجدہ سے سر اٹھا کر حضرت اقدسؑ نے فرمایا کہ ابھی میں نے سرخ الفاظ میں لکھا دیکھا ہے کہ مبارک۔ یہ گویا قبولیت کا نشان ہے

قریباً عصر کا وقت تھا حضورؑ ٹہلتے ٹہلتے لکھتے تھے اور کبھی کبھی سجدہ میں بھی گر جاتے تھے

یعنی اس وقت کوئی خاص مضمون اللہ تعالیٰ سمجھاتا ہوگا تو سجدۂ شکر بجالاتے تھے۔ (ایک روایت)

جاتے وقت اتفاق سے آپؑ کا ایک جوتا جو بالکل سادہ تھا پاؤں سے نیچے گر گیا جسے خاکسار نے اٹھا کر اپنے ہاتھ سے آپ کے پاؤں میں پہنا دیا جس پر حضورؑ نے متبسم صورت میں محبت بھرے الفاظ میں فرمایا جَزَاکَ اللّٰہ (ایک روایت)

”اللہ تعالیٰ نے جن پر فضل کیا ہے اس کی شکر گزاری یہی ہے کہ اس کی مخلوق کے ساتھ احسان اور سلوک کریں اور اس خداداد فضل پر تکبر نہ کریں اور وحشیوں کی طرح غرباء کو کچل نہ ڈالیں“ (حضرت مسیح موعودؑ)

اللہ تعالیٰ سے علم پاکر آپؑ لوگوں کے معاملات کے بارے میں بھی بعض دفعہ پہلے اطلاع دے دیتے تھے۔ جب وہ بات پوری ہو جاتی تو آپؑ انتہائی شکر گزاری کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے حضور سجدہ ریز ہو جاتے

اللہ تعالیٰ ہمیں جہاں شکر گزاری کا حقیقی ادراک عطا فرمائے وہاں ہمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام صادق کی بیعت میں آکر حقیقی روشنی، بصارت اور معرفت بھی عطا فرمائے

شکر گزاری کے حوالے سے سیدنا حضرت اقدس مسیح موعودؑ کا پاکیزہ عملی نمونہ

خطبہ جمعہ سیّدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 28/اگست 2026ء بمطابق 28/ظہور 1405 ہجری شمسی بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد، ٹلفورڈ (سرے)، یوکے

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ بدر، ادارہ الفضل لندن کے شکریہ کے ساتھ شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّآ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ۔
أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ﴿۱﴾
اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۲﴾ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ﴿۳﴾ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ﴿۴﴾ إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ﴿۵﴾
اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ﴿۶﴾ صِرَاطَ الَّذِيْنَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ﴿۷﴾

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے کو دنیا میں لہرانے کے لیے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو کوششیں کیں وہ تو ظاہر ہیں لیکن آپؑ اپنے ان مددگاروں کے بھی بہت شکر گزار ہوتے تھے جنہوں نے آپؑ کے اس مشن کو پورا کرنے کے لیے کسی بھی رنگ میں مدد کی۔

چنانچہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے 4/اکتوبر 1899ء کو اشتہار میں ایک تحریک فرمائی جس میں مالی مدد کرنے والے مخلصین جماعت کا تذکرہ کیا۔ آپؑ نے فرمایا: ''یہ خدا تعالیٰ کی سنّت ہے کہ ہر ایک اہل اللہ کے گروہ کو اپنی ابتدائی حالت میں چندوں کی ضرورت پڑتی ہے۔ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی کئی مرتبہ صحابہؓ پر چندے لگائے جن میں حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سب سے بڑھ کر رہے۔ سو مردانہ ہمّت سے امداد کے لئے بلا توقف قدم اٹھانا چاہیے۔'' اس وقت لنگر خانے کی تحریک کی تھی کیونکہ یہ بھی ایک مقصد تھا۔ مہمان آتے تھے تاکہ اسلام کے بارے میں معلومات حاصل کریں۔ آپؑ کے دعوے کو سنیں۔ آپؑ نے فرمایا کہ ''ہر ایک اپنی مقدرت کے موافق اس لنگر خانہ کے لئے مدد کرے۔ مَیں چاہتا ہوں کہ اگر ممکن ہو تو ایک ایسا انتظام ہو کہ ہم لنگر خانہ کے سر درد سے فارغ ہو کر اپنے کام میں بافراغت لگے رہیں۔'' یعنی آپؑ کا جو اشاعتِ اسلام کا کام تھا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیغام کو دنیا میں پہنچانے کا کام تھا اس طرف توجہ اَور بھی زیادہ ہو جائے اور جو مہمان آتے ہیں اس مقصد کے لیے ان کے لیے ایک علیحدہ انتظام آپؑ چاہتے تھے کہ ہو۔ بہر حال آپؑ فرماتے ہیں کہ بافراغت ہم لگے رہیں ''اور ہمارے اوقات میں کچھ حرج نہ ہو اور جو ہمیں مدد دیتے ہیں آخر وہ خدا کی مدد دیکھیں گے۔''

پھر آپؑ نے آگے فرمایا کہ ''مَیں اس بات کے لکھنے سے رہ نہیں سکتا کہ اس نصرت اور جانفشانی میں اوّل درجہ پر ہمارے خالص مخلص حبی فی اللہ مولوی حکیم نور الدین صاحب ہیں جنہوں نے نہ صرف مالی امداد کی بلکہ دُنیا کے تمام تعلقات سے دامن جھاڑ کر اور فقیروں کا جامہ پہن کر اور اپنے وطن سے ہجرت کر کے قادیان میں موت کے دن تک آبیٹھے اور ہر وقت حاضر ہیں۔ اگر مَیں چاہوں تو مشرق میں بھیج دوں یا مغرب میں'' بھیج دوں یعنی اسلام کے پیغام کو پہنچانے کے لیے۔ ''میرے نزدیک یہ وہ لوگ ہیں جن کی نسبت براہین احمدیہ میں یہ الہام ہے۔ اَصۡحَابُ الصُّفَّةِ وَمَاۤ اَدۡرٰكَ مَاۤ اَصۡحَابُ الصُّفَّةِ۔'' کہ صفّہ کے رہنے والے ہیں اور تُو کیا جانتا ہے کہ کیا ہیں صفّہ کے رہنے والے۔ پھر فرماتے ہیں کہ ''اور حضرت ممدوح سے دوسرے درجہ پر حبی فی اللہ مولوی عبد الکریم صاحب سیالکوٹی ہیں۔ اور ان کو تو پہلے ہی خدا تعالیٰ نے دنیا کے مناصب اور جاہ طلبی کی مناسبت نہیں دی مگر اب وہ بالکل دنیوی خیالات کو بھی استعفاء دے کر اس دروازہ پر بیٹھے ہیں اور دن رات اپنے دماغ سے فوق الطاقت کام لے کر خدمت دین کر رہے ہیں اور جمعہ کی نماز میں بہت سے حقائق معارف قرآن شریف بیان کرتے اور مسلمانوں کو فائدہ پہنچاتے ہیں۔ اور مولوی حکیم نور الدین صاحب کے ہم شہر حکیم فضل دین ہیں اور وہ بھی قریباً اسی جگہ رہتے اور خدمات میں مشغول ہیں۔ اور ایک مخلص دوست ہمارے ڈاکٹر بوڑے خان صاحب دُنیا سے گزر گئے مگر جائے شکر ہے کہ چار اَور مخلص ڈاکٹر یعنی خلیفہ رشید الدین صاحب لاہوری اور ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب کلانوری اور ڈاکٹر محمد اسماعیل صاحب اور ڈاکٹر عبد الحکیم خان صاحب ہماری جماعت میں موجود ہیں۔ ایسا ہی نہایت بااخلاص بعض وہ مخلص ہیں جنہوں نے اس جگہ بود و باش اختیار کی ہے۔ منجملہ ان کے مرزا خدا بخش صاحب بھی ہیں۔ اور نیز صاحبزادہ سراج الحق صاحب سرساوی اپنے وطن سرساوہ سے ہجرت کر کے قادیان میں آگئے ہیں۔ اور کئی اَور صاحب ہیں۔ اور ہم دعا کرتے ہیں کہ ان تمام صاحبوں کے لئے یہ ہجرتیں مبارک ہوں۔ اور مولوی حکیم نور الدین صاحب تو ہمارے اس سلسلہ کے ایک شمع روشن ہیں۔ ہر روز قرآن شریف اور حدیث کا درس دیتے ہیں اور اس قدر معارف حقائق قرآن شریف بیان کرتے ہیں کہ اگر یہ خدا کی مدد نہیں تو اَور کیا ہے۔ حضرت مولوی صاحب اور حبی فی اللہ مولوی عبد الکریم دونوں دلی صدق سے چاہتے ہیں کہ قادیان میں ہی ان کا جینا ہو اور قادیان میں ہی مرنا۔... اور وہ گروہ مخلص جو ہماری جماعت میں سے کاروبار تجارت میں مشغول ہیں ان میں ایک حبی فی اللہ سیٹھ عبد الرحمان صاحب تاجر مدراس قابل تعریف ہیں اور انہوں نے بہت سے مواقع ثواب کے حاصل کئے ہیں۔ وہ اس قدر پُر جوش محبّ ہیں کہ اتنی دور رہ کر پھر نزدیک ہیں اور ہمارے سلسلہ کے لنگر خانہ کی بہت سی مدد کرتے ہیں اور ان کا صدق اور ان کی مسلسل خدمات جو محبت اور اعتقاد اور یقین سے بھری ہوئی ہیں تمام جماعت کے ذی مقدرت لوگوں کے لئے ایک نمونہ ہیں۔ کیونکہ تھوڑے ہی ہیں جو ایسے ہیں۔ وہ ایک سو 100 روپیہ ماہواری بلاناغہ بھیجتے ہیں اور آج تک کئی دفعہ پانسو روپیہ تک یکمشت محض اپنی محبت اور اخلاص کے جوش سے بھیجتے رہے۔'' یہ رقم اس زمانے میں بڑی رقم ہوتی تھی جو دین کی اشاعت کے لیے اور مہمانوں کے سنبھالنے کے لیے آپ بھیجتے تھے ''اور جو ایک سو روپیہ ماہواری ہے وہ اس سے علاوہ ہے۔ اسی طرح حبی فی اللہ شیخ رحمت اللہ صاحب تاجر لاہور سیٹھ صاحب...'' لاہور ہیں۔ ''مَیں خوب جانتا ہوں کہ شیخ صاحب موصوف دل و جان سے ہمارے محبّ ہیں۔ انہوں نے فوجداری مقدمات میں جو میرے پر کئے گئے تھے اپنے بہت سے روپیہ سے میری مدد کی اور جوشِ محبت سے دیوانہ وار سرگردان ہو کر میری ہمدردی کرتے رہے۔ اب وہ ہمارے کام کے لئے صدہا روپیہ کا خرچ اٹھا کر لندن میں بیٹھے ہیں۔ خدا تعالیٰ ان کو جلد تر خیر و عافیت سے واپس لائے۔'' یہ اس وقت کی بات ہے جب وہ لندن گئے ہوئے تھے۔ آپؑ فرماتے ہیں کہ ''یہ بھی قابلِ ذکر ہے کہ حبی فی اللہ سردار نواب محمد علی خان صاحب بھی محبت اور اخلاص میں بہت ترقی کر گئے ہیں اور فراست صحیحہ شہادت دیتی ہے کہ وہ بہت جلد قابل رشک اخلاص اور محبت کے منار تک پہنچیں گے اور وہ ہمیشہ حتّی الوسع مالی امداد میں بھی کام آتے رہے ہیں۔ اور امید ہے کہ وہ اس سے بھی زیادہ خدا کی راہ میں اپنے مالوں کو فدا کریں گے۔ خدا تعالیٰ ہر ایک کے عملوں کو دیکھتا ہے'' اور فرمایا کہ ''مجھے کہنے اور لکھنے کی ضرورت نہیں... اسی طرح'' آپؑ نے فرمایا کہ ''اَور بہت سے مخلص ہیں...'' مگر افسوس کہ اگر میں نام لکھوں تو، یہ اشتہار تھا جو آپؑ نے دیا کہ، بہت بڑا مضمون بن جائے گا۔ ''ان سب کے حق میں دعا کرتا ہوں کہ خدا ان کو دونوں جہان کی خوشی عطا کرے۔ جو کچھ وہ خدا کے لئے کرتے ہیں یا آئندہ کریں گے وہ سب خدا تعالیٰ کی آنکھ کے نیچے ہے۔''

(مجموعہ اشتہارات جلد دوم صفحہ 542 تا 546 ایڈیشن 2019ء)

یہ تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام صادق کے اپنے مددگاروں کے لیے شکر گزاری کے اظہار کے طریقے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام
کسی کی کوئی معمولی خدمت بھی ہو تو بے انتہا شکریہ ادا فرمایا کرتے تھے۔

چنانچہ حضرت منشی محبوب عالم صاحبؓ بیان کرتے ہیں کہ ہمارے محلے میں ایک غیر احمدی تھا۔ فالودہ بنایا کرتا تھا۔ جب حضرت صاحب علیہ السلام خواجہ کمال الدین صاحب کے مکان پر تشریف لائے تو اس فالودہ بنانے والے نے مجھے کہا کہ اگر حضورؑ سے اجازت لے دیں تو میں حضورؑ کو فالودہ پلانا چاہتا ہوں۔ چنانچہ مَیں نے حضرت اقدس علیہ السلام کی خدمت میں عرض کی۔ حضورؑ نے منظور فرمایا۔ چنانچہ وہ سب سامان لے کر وہاں چلا آیا۔ حضرت صاحب علیہ السلام خواجہ کمال الدین کے صحن میں پلنگ پر تشریف فرما تھے۔ مَیں نے اس کو پیش کیا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اُسے فرمایا کہ فالودہ بنائیں۔ چنانچہ وہ باہر بیٹھ گیا اور اس نے ایک پیالہ فالودہ کا بنا کر حضورؑ کو پیش کیا۔ حضورؑ نے اسے نوش فرمایا۔ پسندیدگی کا اظہار کیا کہ بڑا اچھا ہے۔ پھر اس نے دس بارہ پیالے اندر بھیجے اور سب کو پلائے۔ اس پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دو روپے نکال کر مجھے دیے کہ اس کو دے دیں۔ اس زمانے میں اس کی بڑی قیمت تھی۔ مَیں وہ دو روپے لے کر اس کے پاس گیا۔ اس نے لینے سے انکار کر دیا اور مجھے کہا کہ مجھے حضرت صاحبؑ کے حضور پیش کرو۔ چنانچہ میں اس کو حضرتؑ کی خدمت میں لے گیا۔ اس نے حضرت صاحب علیہ السلام کے سامنے ہاتھ جوڑ دیے اور کہا کہ مجھے دو روپے درکار نہیں۔ مَیں نے بطور ہدیہ فالودہ پیش کیا تھا۔ اس کے اصرار پر حضرت صاحبؑ نے پھر اُسے وہ روپے تو نہیں دیے، اور دعا بھی کی اور جَزَاکُمُ اللّٰہُ اَحۡسَنَ الۡجَزَاءِ فرمایا۔ یہ کہتے ہیں کہ اس دعا کی برکت یہ ہے کہ اس لڑکے کے بچے بڑے اچھے عہدوں پر فائز ہیں۔ (ماخوذ از روایات اصحاب احمد جلد 4 صفحہ 279-278)

حضرت مولوی ابراہیم صاحب بقاپوریؓ بیان کرتے ہیں کہ ''ایک دفعہ جماعت سیالکوٹ نے جن میں حضرت میر حامد شاہ صاحب مرحوم، چوہدری نصر اللہ خان صاحب مرحوم اور خاکسار شامل تھے کچھ روپے بطور ہدیہ حضورؑ کی خدمت میں پیش کیے۔ حضور علیہ السلام نے اس رومال کو جس میں روپے بندھے تھے لیا پہلے اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ کہہ کر پھر جَزَاکُمُ اللّٰہُ فرمایا۔ جس سے ہمارے ایمان میں ایک قسم کی ترقی ہوئی کہ پہلے حضورؑ نے خدا کا شکر ادا کیا پھر ہمارے لئے دعا فرمائی۔''

(روایات اصحاب احمد جلد 4 صفحہ 56)

پہلے بھی ایک دفعہ بیان کر چکا ہوں کہ

حضورؑ نے فرمایا کہ اللہ کا شکر پہلے ادا کرو۔ پھر بندوں کا شکر ادا کرو۔

(ماخوذ از حیات قدسی صفحہ 134)

ایک واقعہ حضرت ذوالفقار علی خان گوہر صاحبؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضورؑ بیت الدعا میں جو نیچے کی منزل میں تھا مہندی لگانے کی وجہ سے قریب دس بجے کے برآمد ہوئے۔ بیت الدعا سے ملحق ایک کوٹھری تھی جس کے ایک دروازے سے تشریف لائے۔ داڑھی اور سر کے بالوں پر رنگ لگایا تھا۔ خضاب لگایا تھا۔ اس زمانے میں مہندی لگا کرتی تھی تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام وہ لگاتے تھے۔ کہتے ہیں ایک دروازہ کھلتا تھا صحن میں اور ایک میرے کمرے کی طرف تھا۔ مَیں قریب سکونت کی وجہ سے اس کوٹھری میں حضور کی آمد برآمد گی کا منتظر تھا کہ حضورؑ بیت الدعا سے باہر تشریف لائے اور چارپائی پر بیٹھ گئے۔ مجھ سے فرمایا کہ مولوی سید سرور شاہ صاحب سے کہہ دیں کہ کچھ کھانا ہمارے لیے یہاں لے آئیں۔ اس زمانہ میں مہمان آئے ہوئے تھے تو کھانا اکٹھا پکتا تھا۔ سرور شاہ صاحبؓ کے ذمہ انتظام تھا۔ تو کہتے ہیں مَیں نے جا کر عرض کر دیا۔ اسی وقت ہم لوگ کھانا کھا کر فارغ ہوئے تھے۔ مشکل سے دس منٹ گزرے ہوں گے۔ لیکن کھانا کچھ باقی نہیں تھا۔ دس منٹ میں ہی ختم ہو گیا تھا۔ کھانا نہیں تھا۔ لوگ کھا چکے تھے۔ تو کہتے ہیں کہ جب مَیں نے پیغام دیا تو مولوی سرور شاہ صاحبؓ کا چہرہ سفید پڑ گیا۔ بہرحال انہوں نے ایک چھوٹے سے پیالے میں دودھ لیا اور تین توس ایک طشتری میں رکھ کر اور شکر کے ساتھ لے آئے۔ ان کا منہ اترا ہوا تھا۔ بڑے مغموم تھے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کھانا مانگا ہے اور کھانا نہیں ہے۔ تو انہوں نے عرض کیا کہ حضور! اس وقت کچھ اَور نہیں رہا۔ ذوالفقار علی خان صاحبؓ کہتے ہیں مجھے سخت حیرت ہوئی کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے لیے کھانا نہیں رکھا گیا۔ یہ کیسا انتظام ہے؟

حضورؑ نے نہایت تشکّر کے ساتھ جو چہرے سے ظاہر تھا۔

یہ نہیں کہ ظاہری تھا، بناوٹی تھا بلکہ تشکّر کا اظہار تھا جو چہرے سے بھی ظاہر ہو رہا تھا کہتے ہیں

ان دو توسوں کو نکال کر شکّر سے لگا کر کھالیا اور اس کے اوپر پانی پی لیا۔

تو کہتے ہیں

اس وقت مجھے خیال آیا کہ اللہ تعالیٰ نے یہ بھول اس لیے ڈالی
کہ حضورؑ کا صبر اور شکر اور مرتبہ دنیا پر ظاہر ہو۔

(ماخوذ از روایات اصحاب احمد جلد 3 صفحہ 54)

صحابہؓ چھوٹی چھوٹی باتیں نوٹ کیا کرتے تھے۔

7/اگست 1900ء کو حضورؑ نے حضرت نواب محمد علی خان صاحبؓ کو شکریہ کا خط تحریر کرتے ہوئے فرمایا۔ انہوں نے کچھ تحفہ بھیجا تھا کپڑوں کا کہ ”آپ کا تحفہ پارچات نفیس وعمدہ جو آپ نے نہایت درجہ کی محبت اور اخلاص سے عطا فرمائے تھے مجھ کو مل گئے ہیں اس کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ ہر ایک پارچہ کو دیکھ کر معلوم ہوتا ہے کہ آں محبّ نے بڑی محنت اور اخلاص سے ان کو تیار کرایا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے عوض میں اپنے بے انتہا اور نامعلوم کرم اور فضل آپ پر کرے اور لباس التقویٰ سے کامل طور سے اولیاء اور صلحاء کے رنگ سے مشرف فرماوے۔“ (اصحاب احمد جلد دوم صفحہ 686-687)

اب یہ ظاہری لباس آپؓ کو دیا تو آپؑ نے اس کا شکریہ ادا کرنے کے ساتھ اس کے جواب میں فرمایا کہ آپ کو اللہ تعالیٰ لباس التقویٰ کامل طور پر عطا فرمائے اور صلحاء کے رنگ میں مشرف کرے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام حضرت منشی احمد جان صاحبؓ کو اپنے مکتوب میں تحریر فرماتے ہیں: ”مخدومی مکرمی اخویم منشی احمد جان صاحب سلمہٗ اللہ تعالیٰ وَجَزَاکُمُ اللّٰہُ خَیْرَ الْجَزَاءِ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آں مخدوم کا عنایت نامہ پہنچا۔ خداوند کریم کے احسانات کا شکر ادا نہیں ہوسکتا جس نے اس احقر العباد کے لئے ایسے دلی احباب میسّر کیے جن کے وجود اس ناچیز کے لئے موجب عزّت وفخر ہیں۔ خداوند کریم آپ کو خوش وخرم رکھے اور آپ کو ان دلی توجہات کا اجر بخشے۔“ بڑی عاجزی سے آپؑ فرمار ہے ہیں کہ ”یہ عاجز سخت ناکارہ اور حقیر ہے اور حضرت ارحم الراحمین کا سراسر منت اور احسان ہے کہ اس نالائق پر بغیر ایک ذرّہ استحقاق کے تفضّلاتِ کثیرہ کی بارش کر رہا ہے۔“ قصور پر قصور پاتا ہوں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا جو مقام تھا اس کو دیکھیں اور پھر آپؑ کی عاجزی کو دیکھیں۔ فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ ”قصور پر قصور پاتا ہے اور احسان پر احسان کرتا ہے اور ظلم پر ظلم دیکھتا ہے“ اللہ تعالیٰ مجھ سے ظلم پہ ظلم دیکھتا ہے ”اور انعام پر انعام کرتا ہے۔ فی الحقیقت وہ نہایت رحیم وکریم ہے۔ ایسی زبان کہاں سے لاؤں جو اس کا شکر ادا کرسکوں۔ یہ عاجز ہیچ اور ذلیل اور بے بضاعت اور سراسر مفلس ہے۔ اس نے خاک میں مجھے پایا اور اٹھالیا اور نالائق محض دیکھا اور میری پردہ پوشی کی۔ میرے ضعف پر نظر کر کے مجھ کو آپ قوت دی اور میری نادانی کو دیکھ کر مجھ کو آپ علم بخشا۔ میرے حال پر وہ عنایتیں کیں جن کو میں گن نہیں سکتا اور

اس کی عنایات کا ایک یہ ظہور ہے کہ آپ جیسے بزرگ بھائیوں
کے دلوں میں اس احقر کی محبت ڈال دی۔“

مددگاروں کے لیے کس طرح آپؑ کا شکر گزاری کا اظہار ہے۔ ”سو اس کے احسانات سے تعلق ہے کہ اس حب“ یعنی محبت ”کو ترقی دے گا اور وہ ان سب پر فضل کرے گا جن کو اس سلک میں منسلک کیا ہے۔ اس خط کی تحریر کے بعد یہ شعر کسی بزرگ کا الہام ہوا“ آپؑ نے لکھا کہ

”ہرگز نَمیرَدْ آنکہ دِلَشْ زِندہ شُد بِعِشْقِ
ثَبْتْ اَسْت بَرْ جَرِیْدَۂ عَالَم دَوامِ مَا“

کہ وہ شخص کبھی نہیں مرتا جس کا دل عشق سے زندہ ہوگیا ہو۔ دنیا کے دفتر یعنی تاریخ عالم پر ہماری دائمی زندگی ثبت ہو چکی ہے۔ (مکتوبات احمد جلد سوم صفحہ 25-26)

اسی طرح اپنے ایک مکتوب میں حضرت قاضی ظہور الدین اکمل صاحبؓ کو آپؑ تحریر فرماتے ہیں۔ انہوں نے آپؑ کو کچھ کتابیں تائید میں بھیجی تھیں۔ کہ ”آپ کی تینوں کتابیں آپ کی طرف سے تحفہ مجھ کو ملا۔ جَزَاکُمُ اللّٰہُ خَیْرًا۔ تھوڑا تھوڑا میں نے تینوں کو دیکھ لیا ہے۔ عمدہ اور مدلّل بیان ہے۔ خدا تعالیٰ جزائے خیر دے۔ آمین۔ آپ کو اس کی ہر ایک موقع مناسب پر اشاعت کرنی چاہیے تا دوہرا ثواب ہو۔“

(مکتوبات احمد جلد پنجم صفحہ 245)

اسی طرح ایک مکتوب ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحبؓ کو تحریر فرمایا۔ حضرت خلیفہ رشید الدین صاحبؓ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے سسر تھے۔ حضرت اُمّ ناصر کے والد تھے۔ فرمایا: ”محبی اخویم ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب سلمہٗ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ مبلغ 50روپیہ مرسلہ آپ کے مجھ کو پہنچ گئے۔ ایسے نازک اور ضرورت کے وقت میں جبکہ بدطینت حاسدوں نے عدالت میں میرے پر مقدمہ اٹھایا ہوا ہے آپ کا متواتر مالی مدد کرنا قابل شکر گزاری ہے۔ جَزَاکُمُ اللّٰہُ خَیْرَ الْجَزَاءِ۔ اب مقدمہ کی تاریخ“ پھر آپؑ نے بتایا کہ ”24/فروری 1899ء ہے غالباً اتوار کے دن عید ہوگی اس صورت میں“ اور اگلے دن ”پیر کو بمقام پٹھان کوٹ مقدمہ پر جانا ہوگا۔ واللہ اعلم۔“ فرماتے ہیں کہ ”اب میں نے عہد کرلیا ہے کہ کچھ عرصہ آپ کے لئے دعا کرتا رہوں گا۔

”شکر گزاری کے طور پر آپؑ نے فرمایا: مَیں آپ کے لیے کچھ عرصہ دعا کرتا رہوں گا۔“ ”اللہ تعالیٰ دوری اور مہجوری سے بخیر وعافیت رستگاری عنایت فرماوے۔ آمین ثم آمین“ کیونکہ کسی دُور کے علاقے میں ان کی پوسٹنگ تھی۔ وہاں سے آنا چاہتے تھے۔

(مکتوبات احمد جلد چہارم صفحہ 214)

اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام حضرت صاحبزادہ سراج الحق صاحبؓ کو اپنے مکتوب میں فرماتے ہیں: ”بخدمت اخویم مکرم صاحبزادہ سراج الحق صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ عنایت نامہ پہنچا جو کچھ آپ نے بطور تحفہ عمامہ اور عطر عطا فرمایا ہے۔“ اب چھوٹی سی چیز ہے اس کے لیے بھی خط لکھ کر شکریہ ادا کر رہے ہیں۔ ”اس ہدیہٗ دوستانہ کا آپ سے شکر گزار ہوں۔ جَزَاکُمُ اللّٰہُ خَیْرَ الْجَزَاءِ وَاَحْسَنَ اِلَیْکُمْ فِی الدُّنْیَا وَالْعُقْبٰی۔ خدا تعالیٰ آپ کو بہت خوش رکھے اور مکروہاتِ دنیا و دین سے بچاوے۔“

(مکتوبات احمد جلد سوم صفحہ 110)

شکر گزاری کے ساتھ ہی آپؑ ان کے دین کی ترقی کے لیے بھی
ہر ایک کے لیے دعا کیا کرتے تھے۔

سید محمود عالم صاحب بیان کرتے ہیں کہ ”حضرت مولوی نور الدین صاحبؓ فرمایا کرتے تھے کہ جب حضرت مسیح موعودؑ نے عربی میں خطبہ عید الاضحی پڑھایا... تو بعد میں جب اس کی کیفیت پوچھی گئی تو فرمایا“ یعنی حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے جب پوچھا گیا تو آپؑ نے فرمایا ”کہ فرشتے میرے سامنے موٹے موٹے حروف میں لکھی ہوئی تختی لاتے جاتے تھے جسے میں دیکھ دیکھ کر پڑھتا جاتا تھا۔ ایک تختی آتی جب میں وہ سنا چکتا تو دوسری تختی آتی اور پہلی چلی جاتی اس طرح تختیوں کا سلسلہ رہا۔ جب کوئی لکھنے والا پوچھتا“ دوبارہ پوچھتا کیونکہ دو آدمی آپؑ نے لکھنے کے لیے بٹھائے ہوئے تھے تو فرمایا کہ ”تو گئی ہوئی تختی پھر واپس آجاتی جسے دیکھ کر میں بتا دیتا۔“

جب یہ خطبہ ختم ہوا تو آپؑ سجدہ شکر میں جا پڑے۔ ”آپ کے ساتھ تمام حاضرین نے سجدۂ شکر ادا کیا۔ سجدہ سے سر اٹھا کر حضرت اقدسؑ نے فرمایا کہ ابھی میں نے سرخ الفاظ میں لکھا دیکھا ہے کہ مبارک۔ یہ گویا قبولیت کا نشان ہے۔“

(تذکرہ صفحہ 335-334 وحاشیہ، ایڈیشن 2023ء)

حضرت میاں فیروز دین صاحب بیان کرتے ہیں کہ ”حضرت اقدس علیہ السلام نے لیکچر سیالکوٹ میر حسام الدین صاحب کے مکان کی چھت پر لکھا تھا۔ چار دواتیں چاروں دیواروں پر رکھی ہوئی تھیں“ چھوٹی دیوار ہوتی ہے اس پہ دواتیں رکھی ہوئی تھیں اور ٹہلتے ہوئے لکھ دیا کرتے تھے۔ کہتے ہیں

”قریباً عصر کا وقت تھا حضورؑ ٹہلتے ٹہلتے لکھتے تھے اور کبھی کبھی سجدہ میں بھی گر جاتے تھے“
یعنی اس وقت کوئی خاص مضمون اللہ تعالیٰ سمجھاتا ہوگا تو سجدۂ شکر بجالاتے تھے۔

لکھتے ہوئے رک کر سجدے میں چلے جاتے تھے۔ ”یہ تمام نظارہ“ کہتے ہیں ”ہم نے اپنے مکان کی چھت پر کھڑے ہو کر دیکھا تھا۔ اَور بھی بہت سے لوگ ہمارے مکان پر یہ نظارہ دیکھنے کے لئے جمع ہوگئے تھے۔ ہمارا مکان اس مکان سے نزدیک تھا اور اونچا بھی تھا۔ اس سے

تمام نظارہ دکھائی دیتا تھا“ کہ کس طرح آپؑ کتاب لکھ رہے ہیں
اور کس طرح ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ کا شکر بھی ادا کر رہے ہیں۔

(روایات اصحاب احمد جلد 4 صفحہ 375)

آپؑ کی شکر گزاری کی صفت

بیان کرتے ہوئے ایک صحابی حضرت خیر الدین صاحبؓ بیان کرتے ہیں کہ ”ایک دفعہ ہمارے گاؤں قادر آباد میں مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف لائے تو میری والدہ تاج بی بی صاحبہ نے ایک تھال شکر کا بھر کر دیا۔ تو حضورؑ نے وہ شکر دادی جان کی جھولی میں ڈال دی“ اس وقت ان کی دادی بیٹھی ہوئی تھیں اُن کو دے دیا ”اور جَزَاکُمُ اللّٰہُ کہا اور ہمارے واسطے دعا فرمائی۔“ (روایات اصحاب احمد جلد 3 صفحہ 89)

چھوٹی سے چھوٹی چیز پر بھی شکریہ ادا کیا۔

حاجی محمد الدین صاحب بیان کرتے ہیں کہ ”ایک مرتبہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق خاکسار کو علم ہوا کہ کسی تقریب پر سیالکوٹ تشریف لا رہے ہیں۔ تاریخ مقررہ پر میں بھی بہ شوق زیارت وہاں پہنچا۔ حضورؑ ایک مکان کی اوپر کی منزل میں تشریف فرما تھے اور پروانگان شمع رسالت ایک ہجوم کی صورت میں نیچے منتظر دیدار کھڑے تھے کہ اتنے میں حضرتؑ نیچے تشریف لے آئے اور شرف زیارت سے حاضرین کو بہرہ اندوز فرمایا۔ ایک بڑھا جب حضورؑ سے ملا تو دھاڑیں مار کر رونے لگا۔ حضورؑ نے اسے تسلی دیتے ہوئے حالات دریافت فرمائے۔ اس نے عرض کی کہ حضور! میں حضرت امام مہدی کی آمد تک زندہ رہنے کی دعا کیا کرتا تھا حضرتؑ نے فرمایا: بابا پھر تو آپ کی دعا کو خدا تعالیٰ نے قبول فرمایا۔ اس پر وہ بہت خوش ہوا اور اپنا ایک پوتا حضرتؑ کے پیش کر کے عرض کی کہ اس پر اپنا ہاتھ مبارک پھیریں اور اس کے حق میں دعا فرماویں۔ حضورؑ نے دعا کی اور اوپر

تشریف لے گئے۔‘‘ آگے یہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا شکر گزاری کا واقعہ بیان کر رہے ہیں۔ یہ تو وہاں ساری تمہید تھی، آگے واقعہ یہ ہے۔ کہتے ہیں کہ

’’جاتے وقت اتفاق سے ’’جب آپؑ جا رہے تھے اوپر تو ‘‘آپؑ کا ایک جوتا جو بالکل سادہ تھا پاؤں سے اتر کر نیچے آ رہا۔‘‘ پاؤں سے نیچے گر گیا’’ جسے خاکسار نے اٹھا کر اپنے ہاتھ سے آپ کے پاؤں میں پہنا دیا جس پر حضورؑ نے متبسّم صورت میں محبت بھرے الفاظ میں فرمایا جَزَاکَ اللّٰہ‘‘ اور بہت شکریہ ادا کیا۔

(روایات اصحاب احمد جلد 5 صفحہ 334)

کوئی موقع بھی آپؑ شکریہ ادا کرنے کا جانے نہیں دیتے تھے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام حضرت منشی رستم علی صاحبؓ کو اپنے ایک مکتوب میں لکھتے ہیں: ’’منشی رستم علی صاحب سلمہٗ۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ مبلغ پچاس روپے مرسلہ آپ کے بدست میاں امام الدین صاحب پہنچ گئے۔ جس قدر آپ نے اور چوہدری محمد بخش صاحب نے کوشش کی ہے خداوند کریم جل شانہٗ آپ کو اجر عظیم بخشے اور دنیا اور آخرت میں کامیاب کرے۔ اس جگہ تادم تحریر ہر طرح سے خیریت ہے‘‘ آپؑ نے پھر اپنی اطلاع دی۔

(مکتوبات احمد جلد دوم صفحہ 467-468)

ہر بات پر ہر ایک سے کوئی چھوٹی سی چیز بھی ہوتی تو آپؑ شکر ادا کیا کرتے تھے۔

ایک واقعہ ہے۔ حضرت میاں میراں بخش صاحبؓ بیان کرتے ہیں کہ خاکسار حضرت اقدس مسیح موعود اور مہدی مسعود علیہ السلام کی بیعت میں قریباً 1897ء یا 98ء میں آیا مگر اپنے والد صاحب سے کچھ عرصہ تک اس امر کا اظہار نہ کیا۔ آخر کب تک پوشیدہ رہ سکتا تھا، بھید کھل گیا تو والد صاحب نے خاکسار کو صاف جواب دے کر گھر سے نکال دیا کہ تم احمدی ہو گئے ہو۔ اب میرے گھر سے نکل جاؤ۔ خاکسار نے خدا رازق پر توکّل کر کے ایک الگ دکان کرائے پر لے لی۔ تنگدستی تو تھی مگر دل میں شوق تھا کہ جس طرح بھی ہو سکے بموجب حیثیت حضرت اقدس علیہ السلام کے لیے ایک پوشاک بنا کر اور اپنے ہاتھ سے سی کر، کیونکہ یہ درزی تھے، حضورؑ کی خدمت میں پیش کی جائے۔ تو اس خیال سے کہتے ہیں مَیں نے ایک کُرتہ ململ کا اور ایک شلوار لٹھے کی اور ایک کوٹ سیاہ رنگ کا اور ایک دستار ململ کی خرید کر اپنے ہاتھ سے سی کر پوشاک تیار کر لی اور قادیان شریف کا کرایہ اِدھر اُدھر سے پکڑ پکڑا کر قادیان پہنچا۔ دوسرے روز جمعہ کا دن تھا اس لیے خیال تھا کہ اگر ہو سکے تو یہ ناچیز اس غریبانہ تحفہ کو آج ہی حضورؑ کی خدمت میں پہنچا دے تو شاید حضورؑ جمعہ کی نماز سے پہلے ہی پہن کر اس غریب کے دل کو خوش کر دیں۔ غرض اس سوچ بچار میں قاضی ضیاء الدین صاحب کی دکان پر پہنچ گیا اور ان کے آگے اپنی دلی خواہش کا اظہار کر دیا۔ وہ سنتے ہی کہنے لگے کہ چل میاں میں تم کو حضورؑ کی خدمت میں پہنچا دیتا ہوں۔ چنانچہ وہ اسی وقت اٹھ کر مجھے حضرت اقدس علیہ السلام کی خدمت میں لے گئے۔ اس وقت حضور علیہ السلام ایک تخت پوش پر بیٹھے ہوئے تھے اور کچھ لکھ رہے تھے اور خواجہ کمال الدین صاحب تخت پوش کے سامنے ایک چٹائی پر بیٹھے ہوئے تھے۔ ہم دونوں بھی وہاں خواجہ صاحب کے پاس بیٹھ گئے۔ خواجہ صاحب نے دریافت کیا کہ اس وقت آپ کیسے آئے؟ تو قاضی صاحب نے میری خواہش کا اظہار کر دیا۔ خواجہ صاحب تھوڑی دیر تو خاموش رہے پھر میری طرف مخاطب ہوئے اور کہا کیوں میاں مَیں تمہاری وکالت کر دوں؟ خواجہ صاحب وکیل تھے اس موقع پر بھی انہوں نے اپنے پیشہ وارانہ الفاظ ہی استعمال کیے۔ کہتے ہیں: تو مَیں نے کہا یہ تو آپ کی نہایت مہربانی ہو گی۔ وکالت کر دیں۔ اس پر خواجہ صاحب نے مجھ سے وہ کپڑے لے کر حضور علیہ السلام کو پیش کر دئے اور ساتھ ہی یہ عرض بھی کر دی کہ حضور! اس لڑکے کی خواہش ہے کہ حضورؑ ان کپڑوں کو پہن کر جمعہ کی نماز پڑھیں۔ خواجہ صاحب کی یہ بات سن کر حضورؑ فیض گنجور نے کپڑے اٹھا کر پہننے شروع کر دیے مگر جب کوٹ پہنا تو وہ بہت تنگ تھا۔ مَیں نے عرض کی کہ حضور! کوٹ بہت تنگ ہے۔ اگر اس کو اتار دیں تو مَیں اس کو کچھ کھول دوں۔ اُس وقت وہاں تو بہرحال نہیں پہنے ہوں گے، اسی وقت پہن کے آئے ہوں گے۔ حضورؑ اپنے کام چھوڑ کے گئے اور کپڑے پہن کے آئے۔ کہتے ہیں کوٹ جب پہنا تو تنگ تھا تو حضورؑ نے کوٹ اتار کر مجھے دے دیا۔ مَیں نے کہا مَیں ٹھیک کر دیتا ہوں یہ کچھ تنگ ہے۔ کہتے ہیں مَیں اس پر جلدی سے اٹھ کر بازار میں آیا اور درزی کی دکان پر بیٹھ کر کوٹ کی پیٹھ کا سارا دباؤ کھول دیا اور پھر حضورؑ کی خدمت میں حاضر ہو گیا۔ پھر حضورؑ نے پہنا مگر ابھی بھی کوٹ کے بٹن خود بخود حضورؑ کی خواہش کے مطابق نہیں مل سکتے تھے۔ بند نہیں ہو رہے تھے۔ لیکن بہرحال حضورؑ نے میرا دل رکھنے کے لیے کھینچ تان کر بٹن لگا لیے اور کچھ بھی خیال نہیں کیا کہ یہ کپڑے پہننے کے لائق ہیں کہ نہیں۔

(ماخوذ از روایات اصحاب احمد جلد 1 صفحہ 369-368)

آپؑ نے اس حالت میں پہن کر اس لڑکے کے، جو نیا نیا احمدی ہوا تھا اور تحفہ لے کے آیا تھا اس کے جذبات کا بھی خیال رکھا اور پھر اس کا شکریہ بھی بہت ادا کیا۔

حضرت میاں سیف اللہ صاحبؓ بیان کرتے ہیں کہ ’’مَیں ایک دفعہ قادیان گیا۔ کسی شخص نے حضرت اقدس علیہ السلام کے سامنے پچاس ساٹھ روپے کی ڈھیری لگا دی مگر حضرت اقدس علیہ السلام نے اس طرف توجہ بھی نہ کی۔‘‘ عام طور پہ تو شکریہ ادا کیا کرتے تھے لوگوں کے دینے سے لیکن شاید اس میں کوئی خاص وجہ ہو۔ بہرحال کہتے ہیں کہ انہوں نے نقد رقم دی۔ حضورؑ نے کوئی توجہ نہیں دی۔ ’’اتنے میں ایک بڑھیا جو غالباً ہندنی تھی اور اس کے ساتھ ایک بچہ تھا اس نے کپڑے میں گڑ کی ایک ڈھیلی باندھی ہوئی تھی۔ اس عورت نے عرض کی کہ حضور! یہ بچہ آپ کے لئے گڑ کی ڈھیلی لایا ہے۔ حضورؑ اس کے لئے دعا کریں۔ حضورؑ نے فرمایا بہت اچھا اور بڑے خوش ہوئے اور اس بچہ کے ہاتھ سے وہ گڑ کی ڈھیلی بمع کپڑے کے لے لی اور کندھے پر ڈال لی۔‘‘

(روایات اصحاب احمد جلد 4 صفحہ 453)

اب

اس غریب بچے سے وہ معمولی تحفہ بھی لے کر بڑی قدر کی۔ اس کا شکریہ ادا کیا اور اس کے لیے دعا بھی کی۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام احمدی قوم کے نام ایک مکتوب میں فرماتے ہیں:

’’سب سے پہلے مجھے اللہ تعالیٰ کا شکر دل میں جوش مارتا ہے جس نے میری جماعت کو سچی ارادت اور محبت اور ہمدردی عطا فرمائی ہے۔ اگر خدا تعالیٰ کا فضل ان کے ساتھ نہ ہوتا تو یہ توفیق ان کو ہرگز نہ دی جاتی کہ وہ صحابہ رضی اللہ عنہم کے قدم پر اس درجہ کی اطاعت کرتے کہ باوجود اپنی مالی مشکلات اور کمی آمدن کے اپنی طاقت سے بڑھ کر خدمتِ مالی میں مصروف ہوتے۔ مَیں دعا کرتا ہوں کہ خدا تعالیٰ ان سب کے مالوں میں برکت دے اور یہ نصرت اور اعانت جو وہ دینی اغراض کی تکمیل کے لئے کر رہے ہیں خدا تعالیٰ دونوں جہانوں میں ان کی بھلائی کا موجب کرے۔‘‘

(مکتوبات احمد جلد 5 صفحہ 365)

پھر نصیحت کرتے ہوئے آپؑ فرماتے ہیں:

’’اللہ تعالیٰ نے جن پر فضل کیا ہے اس کی شکر گزاری یہی ہے کہ اس کی مخلوق کے ساتھ احسان اور سلوک کریں اور اس خداداد فضل پر تکبر نہ کریں اور وحشیوں کی طرح غرباء کو کچل نہ ڈالیں‘‘

(ملفوظات جلد 7 صفحہ 314، ایڈیشن 2022ء)

یعنی غریبوں کی مدد کی طرف بھی آپؑ نے توجہ دلائی۔

اللہ تعالیٰ سے علم پا کر آپؑ لوگوں کے معاملات کے بارے میں بھی بعض دفعہ پہلے اطلاع دے دیتے تھے

یا مخالفین کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے علم پا کر یہ بتاتے تھے کہ اس کے ساتھ یہ یہ ہو گا۔ لیکن بعض دفعہ اللہ تعالیٰ کی حکمت کے تحت ان کو پورا ہونے میں وقت لگ جاتا تھا۔ ایسے موقع پر آپؑ بے چین ہو جاتے تھے اور دعاؤں میں لگ جاتے تھے کہ مخالف اس سے شور مچائیں گے لیکن

جب وہ بات پوری ہو جاتی تو آپؑ انتہائی شکر گزاری کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے حضور سجدہ ریز ہو جاتے۔

چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ’’ایک دفعہ میں نے بَسمبَر داس برادر شَرَ مپَتْ کھتری کے بارہ میں ایک پیشگوئی کی تھی کہ وہ اس مقدمہ فوجداری سے جو اس پر بنا تھا بری تو نہیں ہو گا مگر نصف قید رہ جائے گی۔ بعد اس کے ایسا اتفاق ہوا کہ جب بَسمبر داس نصف قید بھگت کر رہا ہو گیا جیسا کہ پہلے سے پیشگوئی میں بتلایا گیا تھا تو اُس کے وارثوں نے خلاف واقعہ طور پر یہ مشہور کر دیا کہ بَسمبر داس بَری ہو گیا۔ رات کا وقت تھا اور میں اپنی بڑی مسجد میں نماز پڑھنے کے لئے گیا تھا۔ جب ایک شخص علی محمد نام مُلّا ساکن قادیان نے مسجد میں آ کر یہ بیان کیا کہ بسمبر داس بَری ہو گیا ہے اور بازار میں اُس کو مبارکبادیاں مل رہی ہیں تو مجھے یہ خبر سنتے ہی بہت صدمہ پہنچا اور دل میں بیقراری پیدا ہوئی کہ متعصب ہندو اس بات پر حملہ کریں گے کہ تم نے تو یہ خبر دی تھی کہ بسمبر داس بَری نہیں ہو گا۔ اب دیکھو وہ تو بَری ہو گیا۔ مجھے اِس غم سے ایک ایک رکعت نماز کی ایک ایک سال کے برابر ہو گئی اور جب میں نماز میں کسی رکعت کے بعد سجدہ میں گیا تو اس وقت میرا اضطرار نہایت تک پہنچ گیا تھا۔ تب سجدہ کی حالت میں ہی بلند آواز سے خدا نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا لَا تَخَفْ اِنَّکَ اَنْتَ الْاَعْلٰی۔ یعنی کچھ خوف مت کر تُو ہی غالب ہے۔ پھر مَیں منتظر رہا کہ یہ پیشگوئی کس طرح پوری ہو گی مگر کوئی نشان ظاہر نہ ہوا۔ مَیں بار بار اسی شر مپت سے پوچھتا تھا کہ کیا یہ سچ ہے کہ بسمبر داس بَری ہو گیا؟ تو وہ یہی جواب دیتا تھا کہ وہ درحقیقت بَری ہو گیا ہے۔ مجھے جھوٹ بولنے کی کیا ضرورت تھی۔‘‘ وہ ہندو یہ کہتا تھا۔ ’’اور اس گاؤں میں جس سے مَیں کہتا تھا دریافت کرتا وہ یہی کہتا کہ ہم نے بھی سنا ہے کہ وہ بَری ہو گیا ہے۔ اسی طرح قریباً چھ ماہ گزر گئے یا کچھ کم و بیش۔ اور شریر لوگ ٹھٹھا اور ہنسی کرتے تھے جیسا کہ ان کی قدیم سے عادت ہے مگر شر مپت نے کوئی ٹھٹھا اور ہنسی نہیں کی جس سے مجھے یقین ہوا کہ اب تو اس نے شرافت کا برتاؤ مجھ سے کیا ہے مگر پھر بھی مَیں اس کے روبرو نادم ہوتا تھا کہ اس قدر تاکید سے مَیں نے اُس کو اُس کے بھائی کے بَری نہ ہونے کی خبر دی تھی

اور اب یہ صورت پیش آئی لیکن تاہم اپنے خدا پر میرا پختہ ایمان تھا اور مجھے یقین تھا کہ خدا کوئی نظارۂ قدرت دکھلائے گا اور ممکن ہے کہ بَری ہونے کے بعد پھر ماخوذ ہوجائے۔ مگر یہ مجھے خبر نہ تھی کہ خود یہ خبر بریّت ہی ایک بناوٹ ہے۔'' غلط خبر تھی جو اڑائی گئی تھی۔ ''بعد اس کے ایسا اتفاق ہوا کہ صبح کے وقت آٹھ بجے کے قریب بٹالہ کا ایک تحصیل دار حافظ ہدایت علی ''اس کا ''نام'' تھا''... بطور دورہ قادیان میں آیا کیونکہ قادیان تحصیل بٹالہ کے متعلق ہے اور وہ ہمارے مکان پر آ گیا اور ابھی گھوڑے پر سے نہیں اترا تھا کہ چند ہندو جیسا کہ ان کی رسم ہے اُس کو سلام کرنے کے لئے آگئے اور اُن میں بسمبر داس بھی تھا۔ تب تحصیلدار نے بسمبر داس کو دیکھ کر کہا کہ بسمبر داس ہم اس سے خوش ہوئے کہ تم نے قید سے رہائی پائی مگر افسوس کہ تم بری نہ ہوئے۔ مَیں نے تو اس بات کو سنتے ہی سجدہ شکر کیا اور فی الفور شرمپت کو بلایا کہ تُو کس لئے اتنی مدت تک میرے پاس جھوٹ بولتا رہا کہ بسمبر داس بری ہوگیا اور مجھے ناحق دکھ دیا۔ اس نے جواب دیا کہ ایک معذوری کی وجہ سے یہ جھوٹ بولنا پڑا اور وہ یہ ہے کہ ہماری قوم میں رشتوں اور ناطوں کے وقت ادنیٰ ادنیٰ باتوں میں نکتہ چینیاں ہوتی ہیں اور کسی بد چلنی کے ثابت ہونے سے لڑکیاں ملنی مشکل ہوجاتی ہیں۔ سو اسی معذوری سے میں خلافِ واقعہ کہتا رہا اور خلافِ واقعہ شہرت دی۔ ''اور جھوٹ بولتا رہا۔

(حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 314 تا315) (براہین احمدیہ حصہ چہارم، روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 657 حاشیہ در حاشیہ نمبر 4)

(نوٹ: حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی کتب میں جیسے براہین احمدیہ، تریاق القلوب، نزول المسیح وغیرہ یہ نام ''بشمبر داس'' لکھا ہے، صرف حقیقۃ الوحی میں بسمبر داس، یعنی سین سے تحریر فرمایا ہے۔)

حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے ایک نشان کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ''ایک ایسی پیشگوئی چند آریوں کے روبرو جو پنڈت دیانند کے توابع ہیں'' یعنی اتباع اور پیروی کرنے والے ہیں ''پوری ہوئی کہ جس کی کیفیت پر مطلع ہونا ناظرین کے لئے خالی فائدہ سے نہیں۔ سو اگرچہ اس کے لکھنے سے کسی قدر طول ہی ہو لیکن بہ نظر خیر خواہی ان لوگوں کے جو عظمتِ اسلام سے بے خبر ہیں لکھی جاتی ہے اور اس پیشگوئی کے پورے ہونے سے پہلے ایک عجیب طور کی مشکلات اور مکروہات پیش آئے۔'' یعنی یہاں بھی آپ کی پیشگوئیاں یہی ہیں کہ اسلام کی عظمت ظاہر ہو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جھنڈا دنیا پہ لہرائے۔ فرماتے ہیں: ''آخر خداوند کریم نے ان سب مشکلات کو دور کر کے بتاریخ دہم ستمبر 1883ء روز دوشنبہ اس پیشگوئی کو پورا کیا...'' اس کی تفصیل بیان فرماتے ہیں کہ ''6 ستمبر 1883ء روز پنج شنبہ خداوند کریم نے عین ضرورت کے وقت میں اس عاجز کی تسلی کے لئے اپنے کلام مبارک کے ذریعہ سے یہ بشارت دی کہ بست وَیک روپیہ'' یعنی اکیس روپے ''آنے والے ہیں چونکہ اس بشارت میں ایک عجیب بات یہ تھی کہ آنے والے روپیہ کی تعداد سے اطلاع دی گئی اور کسی خاص تعداد سے مطلع کرنا ذات غیب دان کا خاصہ ہے کسی اَور کا کام نہیں ہے۔'' یہ بات معمولی نہیں ہے کہ معین رقم کی اطلاع دی جارہی ہے کہ اتنی رقم آئے گی اور ''دوسری عجیب بر عجیب یہ بات تھی کہ یہ تعداد غیر معہود طرز پر تھی'' یعنی پہلے کوئی خیال بھی نہیں تھا اس کا ''کیونکہ قیمت مقررہ کتاب سے اس تعداد کو کچھ تعلق نہیں۔ پس انہیں عجائبات کی وجہ سے یہ الہام قبل از وقوع بعض آریوں کو بتلایا گیا۔ پھر 10 ستمبر 1883ء کو تاکیدی طور پر سہ بارہ الہام ہوا کہ بَسْتُ وَیَکْ روپیہ آئے ہیں۔ جس الہام سے سمجھا گیا کہ آج اس پیشگوئی کا ظہور ہوجائے گا۔ چنانچہ ابھی الہام پر شاید تین منٹ سے کچھ زیادہ عرصہ نہیں گزرا ہو گا کہ ایک شخص وزیر سنگھ نامی بیمار دار آیا اور اس نے آتے ہی ایک روپیہ نذر کیا۔ ہر چند علاج معالجہ اس عاجز کا پیشہ نہیں ہے اور اگر اتفاقاً کوئی بیمار آجاوے تو اگر اس کی دوا یاد ہو تو محض ثواب کی غرض سے للہ فی اللہ دی جاتی ہے۔'' مَیں نے کبھی پیسے نہیں لیے۔ آپؑ فرماتے ہیں ''لیکن وہ روپیہ اس سے لیا گیا کیونکہ فی الفور خیال آیا کہ یہ اس پیش گوئی کی ایک جز ہے۔'' یعنی کہ اکیس روپے آنے کا جو تھا ''پھر بعد اس کے ڈاک خانہ میں ایک اپنا معتبر بھیجا گیا اس خیال سے کہ شاید دوسری جز بذریعہ ڈاک خانہ پوری ہو۔ ڈاک خانہ سے ڈاک منشی نے جو ایک ہندو ہے جواب میں یہ کہا کہ میرے پاس صرف ایک منی آرڈر پانچ روپیہ کا جس کے ساتھ ایک کارڈ بھی نتھی ہے ڈیرہ غازی خان سے آیا ہے۔ سو ابھی تک میرے پاس روپیہ موجود نہیں جب آئے گا تو دوں گا۔ اس خبر کے سننے سے سخت حیرانی ہوئی اور وہ اضطراب پیش آیا جو بیان نہیں ہوسکتا'' کیونکہ یہاں آپؑ غیر مسلموں کے سامنے یہ پیشگوئی بیان کر رہے ہیں تا کہ اسلام کی حقّانیت ثابت ہو۔ فرمایا کہ اب مجھے بڑا اضطراب پیدا ہوا ''چنانچہ یہ عاجز اسی تردّد میں سر بزانو تھا اور اس تصوّر میں تھا کہ پانچ اور ایک مل کر چھ ہوئے۔ اب اکیس کیونکر ہوں گے۔ یا الٰہی یہ کیا ہوا۔ سو اسی استغراق میں تھا کہ یکدفعہ یہ الہام ہوا۔ بَسْتُ وَیَکْ آئے ہیں اس میں شک نہیں۔ اس الہام پر دو پہر نہیں گزرے ہوں گے کہ اسی روز ایک آریہ کہ جو ڈاک منشی کے پہلے بیان کی خبر سن چکا تھا ڈاک خانہ میں گیا اور اس کو ڈاک منشی نے کسی بات کی تقریب سے خبر دی کہ دراصل بست روپیہ آئے ہیں اور پہلے یوں ہی مونہہ سے نکل گیا تھا جو میں نے پانچ روپیہ کہہ دیا۔ چنانچہ وہی آریہ بیس روپیہ معہ ایک کارڈ کے جو منشی الٰہی بخش صاحب اکونٹنٹ کی طرف سے تھا لے آیا اور معلوم ہوا کہ وہ کارڈ بھی منی آرڈر کے کاغذ سے نتھی نہ تھا اور نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ روپیہ آیا ہوا تھا۔ اور نیز منشی الٰہی بخش صاحب کی تحریر سے جو بحوالہ ڈاک خانہ کے رسید کی تھی یہ بھی معلوم ہوا کہ منی آرڈر 6 ستمبر 1883ء کو یعنی اسی روز جب الہام ہوا قادیان میں پہنچ گیا تھا۔ پس ڈاک منشی کا سارا املاء انشاء غلط نکلا اور حضرت عالم الغیب کا سارا بیان صحیح ثابت ہوا۔ پس اس مبارک دن کی یادداشت کے لئے ایک روپیہ کی شیرینی لے کر بعض آریوں کو بھی دی گئی۔'' آپؑ نے پھر اس خوشی میں آریوں کو کیونکہ بتایا تھا کہ یہ دیکھو اللہ تعالیٰ نے مجھے اس طرح بتایا ہے اور اس خوشی میں پھر ان کو مٹھائی بھی کھلائی ''فَالْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى آلَائِهٖ وَنُعَمَائِهٖ ظَاهِرِهَا وَبَاطِنِهَا۔'' اللہ تعالیٰ کی ظاہری اور باطنی نعمتوں پر اللہ تعالیٰ ہی ہر قسم کی حمد اور تعریف کا مستحق ہے۔

(براہین احمدیہ حصہ چہارم، روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 623 تا626 حاشیہ در حاشیہ نمبر 3)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: ''کوئی قوم نہیں جس میں میرے نشان ظاہر نہیں ہوئے۔ اور کوئی فرقہ نہیں جو میرے نشانوں کا گواہ نہیں۔ اگر ان نشانوں کے گواہ دس کروڑ بھی کہیں تو کچھ مبالغہ نہیں ہوگا مگر مخالفوں کے حال پر رونا آتا ہے کہ انہوں نے کچھ فائدہ نہ اٹھایا۔ اگر یہ نشان جو اُن کو دکھلائے گئے حضرت عیسیٰ بن مریم کے وقت میں یہودیوں کو دکھلائے جاتے تو وہ ضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ۔'' ان پر ذلت اور مسکینی کی مار ڈالی گئی۔ قرآن شریف میں آیا ہے۔ اس ''کے مصداق نہ ہوتے اور اگر لوط کی قوم ان نشانوں کا مشاہدہ کرتی تو وہ ایک بھاری زلزلہ سے زمین کے نیچے نہ دبائی جاتی مگر افسوس ان دلوں پر کہ وہ پتھر سے بھی زیادہ سخت ثابت ہوئے اور ہر ایک تاریکی سے زیادہ ان کے دل کی تاریکی بڑھ گئی۔ اصل بات یہ ہے کہ جیسا کہ زمانہ نے ہر ایک دنیوی سامان میں ترقی کی ایسا ہی کفر اور بے ایمانی میں بھی ترقی کی۔ پس یہ ترقی یافتہ کفر چاہتا ہے کہ کوئی معمولی عذاب ان پر نازل نہ ہو بلکہ وہ عذاب نازل ہو جو ابتدائے دنیا سے آج تک کبھی نازل نہیں ہوا۔ بہرحال ہم خدا کا ہزار ہزار شکر کرتے ہیں کہ جس روشنی کو مخالفوں نے قبول نہیں کیا اور اندھے رہے، وہی روشنی ہماری بصارت اور معرفت کی زیادت کا موجب ہوگئی۔''

(حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 312)

حقیقۃ الوحی میں یہ آپؑ نے لکھا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں جہاں شکر گزاری کا حقیقی ادراک عطا فرمائے وہاں ہمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غلامِ صادق کی بیعت میں آکر حقیقی روشنی، بصارت اور معرفت بھی عطا فرمائے۔

☆☆☆

(روزنامہ الفضل انٹرنیشنل ۱۸/ ستمبر ۲۰۲۶ء، صفحہ ۲ تا ۷)

خلیفہ کے ہم ہیں خلیفہ ہمارا

خلیفہ کے ہم ہیں خلیفہ ہمارا	وہ دل ہے ہمارا وہ آقا ہمارا
جو طلحہؓ نے ہاتھوں پہ تیروں کو کھایا	فدا ہو کے آقا پہ سب کچھ لٹایا
اُسی طرح ہم بھی اُف نہ کریں گے	عَلَم دینِ احمد کا گرنے نہ دیں گے
کہ زندہ جماعت کا یہ استعارہ	خلیفہ کے ہم ہیں خلیفہ ہمارا
وہ دل ہے ہمارا وہ آقا ہمارا	محبت کے نعرے لبوں پہ سجا کر
دلوں میں مسیحائی شمعیں جلا کر	زمیں کے کناروں کو روشن کریں گے
وفاؤں پہ زندہ رہیں گے مریں گے	کریں گے زمانے میں اونچا منارہ
خلیفہ کے ہم ہیں خلیفہ ہمارا	وہ دل ہے ہمارا وہ آقا ہمارا
جو عہدِ وفا ہے نبھائیں گے آقا	تیرے حکم پہ جاں لٹائیں گے آقا
نہ ہم قومِ موسیٰ کی طرح کہیں گے	کہ ہم نورِ دینِ محمدؐ بنیں گے
ہمیں عزم و ہمت عطا ہو خدایا	خلیفہ کے ہم ہیں خلیفہ ہمارا
وہ دل ہے ہمارا وہ آقا ہمارا	جو کابل میں لکھی گئی تھی کہانی
مسیح کی صداقت کی زندہ نشانی	ہم اپنی وفا پہ نہ حرف آنے دیں گے
تمہیں دل دیا ہے تمہیں جاں بھی دیں گے	حضور آپ کر کے دیکھیں اشارہ
خلیفہ کے ہم ہیں خلیفہ ہمارا	وہ دل ہے ہمارا وہ آقا ہمارا

(نجیب اللہ ایاز، روزنامہ الفضل 18/ مئی 2025ء)

تذکار مہدی

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سیرت طیبہ کے متعلق حضرت مصلح موعودؓ کی روایات

مرتبہ مکرم حبیب الرحمٰن زیروی صاحب

خطرہ کی افواہیں بہت برا اثر ڈالتی ہیں

ایک دفعہ میں پاخانہ کے لئے بیٹھا تو میں نے دیکھا کہ میری دونوں رانوں کے بیچ میں سے سانپ نے پھن نکالی مگر میں بالکل نہ گھبرایا اور میں نے سوچا کہ اگر اب میں نے حرکت کی تو ممکن ہے یہ کاٹ لے اس لئے اسی طرح بیٹھا رہا اور سانپ آرام سے پاٹ میں سے نکلا اور چکر کاٹ کر پاخانہ میں سے باہر چلا گیا۔ تو میں نے سانپ کو اس قدر قریب سے دیکھا اور وہ میرے ننگے جسم سے تقریباً چھوتا ہوا گزرا مگر میرے دل میں کوئی گھبراہٹ پیدا نہ ہوئی۔ لیکن ڈلہوزی میں "سانپ" کی آواز آئی اور ہم سب اس سے مرعوب ہو گئے۔ پس خطرہ کی افواہیں بہت بڑا اثر ڈالتی ہیں بلکہ افواہیں خود جنگ سے بھی زیادہ خطرناک ہوتی ہیں۔ کسی جگہ بموں کا پڑنا اتنا خطرناک نہیں ہوتا جتنا یہ شور پڑ جانا کہ بم پڑ رہے ہیں۔ غلط افواہیں قوموں میں بزدلی پیدا کر دیتی ہیں پس انگریزوں کے لئے نہیں بلکہ اپنی بہادری اور جرأت کو قائم رکھنے کے لئے یہ امر نہایت ضروری ہے کہ غلط افواہوں کو پھیلنے سے روکا جائے اور ان کا مقابلہ کیا جائے۔ مجھے ایک دوست جو فوج میں لیفٹیننٹ ہیں ملنے آئے اور کہا کہ مجھے کوئی نصیحت کریں۔ میں نے ان سے کہا کہ آپ ہمیشہ اپنے ماتحتوں کے حوصلوں کو قائم رکھیں اور اگر کریٹ وغیرہ کو شکست کی وجہ سے سپاہیوں میں گھبراہٹ پیدا ہو تو بے شک ان کا دل بڑھانے کے لئے کہہ دیا کریں کہ یہ انگریز لڑنا کیا جانیں یہ تو ناز و نعم میں پلنے والے لوگ ہیں یہ دشمن کو کیا شکست دیں گے ہاں ہم اسے ضرور شکست دیں گے۔ ہم مضبوط اور جفاکش لوگ ہیں جب ہم سے مقابلہ کا وقت آیا تو ہم ضرور دشمن کو شکست دیں گے۔ تو جنگ میں غلط افواہیں بہت زیادہ خطرناک ہوتی ہیں اور ان کا مقابلہ ضروری ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک واقعہ سنایا کرتے تھے کہ ایک دفعہ رُستم کے گھر میں چور آ گیا۔ رُستم بے شک بہت بہادر تھا مگر اس کی شہرت فنونِ جنگ میں تھی ضروری نہ تھا کہ کشتی کے فن میں بھی ہر ایک سے بڑھ کر ہو۔ چور کشتی لڑنا جانتا تھا اور اس نے رُستم کو نیچے گرا دیا۔ جب رُستم نے دیکھا کہ اب تو میں مارا جاؤں گا تو اس نے کہا آ گیا رُستم۔ چور نے جب یہ آواز سنی تو وہ فوراً اسے چھوڑ کر بھاگا۔ غرض چور رُستم کے ساتھ تو لڑتا رہا بلکہ اسے نیچے گرا لیا مگر رُستم کے نام سے ڈر کر بھاگا۔ کسی آدمی کے گھر کو آگ لگی ہو تو اس پر اتنا اثر نہیں ہوتا جتنا یہ خبر سن کر کہ اس کے گھر کو آگ لگی ہے۔

(بعض اہم اور ضروری امور، انوار العلوم جلد 16 صفحہ 277-276)

ہندو مجسٹریٹ کا انجام

توپ کی طرح دعا بھی بہت دور تک گولا پھینکتی ہے اور ہمارے سامنے تو قبولیتِ دعا کے ایسے ایسے نمونے ہیں کہ ہم اس کی طاقت کا انکار نہیں کر سکتے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو گورداسپور کے ایک ہندو مجسٹریٹ آتمارام نے سزا دینے کا ارادہ کیا تو آپ نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی اور اللہ تعالیٰ نے اس کی اولاد کی موت کی خبر آپ کو دی۔ چنانچہ بیس دن میں دو لڑکے اس کے مر گئے۔ ایک لڑکا جو لاہور کے گورنمنٹ کالج میں پڑھتا تھا ڈوب کر مر گیا۔ بیس بائیس سال ہوئے میں گاڑی میں جا رہا تھا کہ لدھیانہ کے اسٹیشن پر وہ مجھے ملا اور کہا کہ لوگوں نے یونہی مرزا صاحب کو مجھ سے ناراض کر دیا اور مجھ سے کہا کہ آپ دعا کریں۔ اس کے دونوں جوان لڑکے مر گئے اور اس کی بیوی ہمیشہ اسے یہی کہتی کہ یہ لڑکے تو نے ہی مارے ہیں۔ تو یہ توپیں ہیں جو اللہ تعالیٰ چلاتا ہے دوسری توپ تو ساٹھ ستر میل تک ہی مار کرتی ہے اور اس کے گولے خطا بھی جاتے ہیں مگر خدا تعالیٰ کی توپ کا گولا بہت دور تک مار کرتا ہے اور کبھی خطا نہیں جاتا۔ دیکھو! اللہ تعالیٰ کی توپ کا گولا گورداسپور سے لاہور پہنچا جو تقریباً اتنی میل کا فاصلہ ہے اور وہاں بھی اس نے گورنمنٹ کالج کی عمارت کو چُنا اور اس میں جا کر عین اسی لڑکے پر گرا جس پر وہ پھینکا گیا تھا اور اسے ہلاک کر دیا۔ تو دعا کی توپ کا گولا کبھی خطا نہیں جاتا اور اگر اس کے باوجود ہم سستی کریں تو یہ بہت افسوس کی بات ہو گی۔ دعا کا ایک فائدہ یہ بھی ہے کہ جب انسان دعا کرتا ہے تو اس کے دل میں یقین بڑھتا ہے یہ ایک طبعی فائدہ ہے جو دعا سے حاصل ہوتا ہے۔ جب ایک انسان کہتا ہے کہ خدایا! میری مدد کر تو اس کے دل میں ایک یقین پیدا ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ میری مدد کر سکتا ہے اور اس طرح توکل بڑھتا ہے اور وہ ایسے ایسے کام کر سکتا ہے جو دوسرا کوئی نہیں کر سکتا اور یہ طبعی فائدہ دعا کا ہوتا ہے۔

(بعض اہم اور ضروری امور، انوار العلوم جلد 16 صفحہ 278-279)

مقدمہ کرم دین (ازالہ حیثیت عرفی)

1902ء کے آخر میں حضرت مسیح موعودؑ پر ایک شخص کرم دین نے ازالہ حیثیت عرفی کا مقدمہ کیا اور جہلم کے مقام پر عدالت میں حاضر ہونے کے لئے آپ کے نام سمن جاری ہوا چنانچہ آپ جنوری 1903ء میں وہاں تشریف لے گئے۔ یہ سفر آپ کی کامیابی کے شروع ہونے کا پہلا نشان تھا کہ گو آپ ایک فوجداری مقدمہ کی جواب دہی کے لئے جا رہے تھے لیکن پھر بھی لوگوں کا یہ حال تھا کہ اس کا کوئی اندازہ نہیں ہو سکتا۔ جس وقت آپ جہلم کے اسٹیشن پر اترے ہیں اس وقت وہاں اس قدر انبوہِ کثیر تھا کہ پلیٹ فارم پر کھڑا ہونے کی جگہ نہ رہی تھی بلکہ اسٹیشن کے باہر بھی دو رویہ سڑکوں پر لوگوں کی اتنی بھیڑ تھی کہ گاڑی کا گزرنا مشکل ہو گیا تھا۔ حتّٰی کہ افسرانِ ضلع کو انتظام کے لئے خاص اہتمام کرنا پڑا اور غلام حیدر صاحب تحصیلدار اس اسپیشل ڈیوٹی پر لگائے گئے۔ آپ حضرت صاحب کے ساتھ نہایت مشکل سے راستہ کراتے ہوئے گاڑی کو لے گئے کیونکہ شہر تک برابر ہجومِ خلائق کے سبب راستہ نہ ملتا تھا۔ اہل شہر کے علاوہ ہزاروں آدمی دیہات سے بھی آپ کی زیارت کے لئے آئے تھے۔ تقریباً ایک ہزار آدمی نے اس جگہ بیعت کی اور جب آپ عدالت میں حاضر ہونے کے لئے گئے تو اس قدر مخلوق کارروائی مقدمہ سننے کے لئے موجود تھی کہ عدالت کو انتظام کرنا مشکل ہو گیا۔ دُور میدان تک لوگ پھیلے ہوئے تھے۔ پہلی ہی پیشی میں آپ بَری کئے گئے اور مع الخیر واپس تشریف لے آئے۔

(سیرت حضرت مسیح موعود علیہ السلام، انوار العلوم جلد 3 صفحہ 366)

جماعت کی ترقی اور کرم دین والے مقدمہ کا طول پکڑنا

1903ء سے آپ کی ترقی حیرت انگیز طریق سے شروع ہو گئی اور بعض دفعہ ایک ایک دن میں پانچ پانچ سو آدمی بیعت کے خطوط لکھتے تھے اور آپ کے پیرو اپنی تعداد میں ہزاروں لاکھوں تک پہنچ گئے۔ ہر قسم کے لوگوں نے آپ کے ہاتھ پر بیعت کی اور یہ سلسلہ بڑے زور سے پھیلنا شروع ہو گیا اور پنجاب سے نکل کر دوسرے صوبوں اور پھر دوسرے ملکوں میں بھی پھیلنا شروع ہو گیا۔

(سیرت حضرت مسیح موعود علیہ السلام، انوار العلوم جلد 3 صفحہ 266)

مخالفین کا انجام

حضرت مسیح موعود علیہ السلام دہلی تشریف لائے تھے تو لکھنؤ کا ایک مولوی ایک دن آپ کے مکان پر آیا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس وقت کھانا کھا رہے تھے۔ خادم نے کہا آپ ٹھہریئے حضرت صاحب کھانا کھا رہے ہیں اس مولوی نے کہا نہیں انہیں کہو کہ ایک پولیس آفیسر باہر کھڑا ہے اور وہ ابھی بلاتا ہے۔ حضرت صاحب نے یہ سُن لیا اور خود ہی باہر تشریف لے آئے۔ اتفاق سے اس وقت آپ کا پاؤں ایک مقام پر پھسل گیا اس پر اس نے تمسخر کیا کہ اچھے مسیح ہیں کہ پولیس آفیسر کے ڈر سے پاؤں پھسل گیا لیکن ابھی تین دن بھی نہیں گزرے تھے کہ وہ خود چھت کے زینہ سے گر کر مر گیا اور خدا نے اسے بتا دیا کہ خدا کے انبیاء کے ساتھ تمسخر کا کیا نتیجہ ہوتا ہے، بہت سے لوگ ایسے تھے جو کہتے تھے مرزا صاحب کو کوڑھ ہو جائے گا خدا نے انہیں ہی کوڑھ میں مبتلا کر دیا بہت کہتے تھے مرزا صاحب کو طاعون ہو جائے گا خدا نے کہنے والوں کو طاعون سے ہلاک کیا، جب ہزاروں مثالیں اسی قسم کی موجود ہیں تو ہم کہاں تک انہیں اتفاق پر محمول کریں پس اپنے اندر ایسی پاک تبدیلی پیدا کرو کہ دنیا اسے محسوس کرے تمہاری حالت یہ ہو کہ تمہارے تقویٰ و طہارت، تمہاری دعاؤں کی قبولیت اور تمہارے تعلق باللہ کو دیکھ کر لوگ اس طرف کھنچے چلے آئیں۔ یاد رکھو کہ احمدیت کی ترقی ایسے ہی لوگوں کے ذریعہ سے ہو گی اور اگر آپ لوگ اس مقام پر یا اس کے قریب تک ہی پہنچ جائیں تو پھر اگر آپ باہر بھی قدم نہ نکالیں گے بلکہ کسی پوشیدہ گوشہ میں بھی جا بیٹھیں گے تو وہاں بھی لوگ آپ کے گرد جمع ہو جائیں گے۔

(جماعت احمدیہ دہلی کے ایڈریس کا جواب، انوار العلوم جلد 12 صفحہ 86)

مولوی عبد الکریم افغان کو گستاخی کی سزا

میں ایک دفعہ لکھنؤ گیا وہاں ندوہ میں ایک مولوی عبد الکریم صاحب افغان تھے انہوں نے ہمارے خلاف جلسے کئے اور ایک جلسہ میں کہا کہ مرزا صاحب نبی بنے پھرتے ہیں اور حالت یہ ہے کہ مجھے مرزا حیرت دہلوی نے سنایا کہ مرزا صاحب دہلی میں آئے اور مجھے علم ہوا تو میں انسپکٹر پولیس بن کر اس مکان پر گیا۔ جہاں آپ ٹھہرے ہوئے تھے اور نوکر سے کہا کہ مرزا صاحب کو جلد اطلاع دو کہ پولیس افسر آیا ہے نوکر نے جا کر اطلاع دی اور مرزا صاحب گھبراہٹ میں جلدی جلدی نیچے اترے اور آخری سیڑھی پر پہنچ کر ان کا پاؤں پھسل گیا اور گر پڑے یہ واقعہ سنا کر وہ مولوی خوب ہنسا کہ ایسا شخص بھی نبی ہو سکتا ہے اب یہ تمسخر تو ہے مگر کیا اتنا بڑا جو مولوی ثناء اللہ صاحب ہمیشہ کرتے ہیں؟ لیکن دیکھ لو مولوی ثناء اللہ صاحب کو تو اتنی لمبی ملی ہے اور مولوی عبد الکریم تیسرے ہی دن کوٹھے سے گرا اور مر گیا بالکل اسی طرح جس طرح اس نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طرف غلط واقعہ منسوب کیا تھا اللہ تعالیٰ نے اسے سزا دے دی۔ پس یہ تو ایسی بات ہے جو خدا تعالیٰ بھی کرتا ہے اس کے نبی بھی کرتے رہے ہیں اور مجھے بھی کرنی پڑتی ہے بعض اوقات میں دیکھتا ہوں کہ ایک شخص ایسا بے حیا ہے کہ اس پر گرفت کرنے کا کوئی فائدہ نہیں اور اس کے برے نمونہ کا دوسروں پر بھی اثر نہیں ہوتا کیونکہ سب پر اس کی حالت عیاں ہوتی ہے اور سب جانتے ہیں کہ وہ بے حیا ہے اس لئے اسے چھوڑ بھی دیتا ہوں۔

(خطباتِ محمود جلد 22 صفحہ 176-177)

(تذکار مہدی صفحہ 204 تا 209)

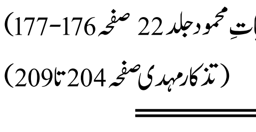

CHANDIGARH DIAGNOSTIC LABORATORY
Thane wala Chowk, Thikriwal Rd (Darul Salam Kothi Rd)
(Near Canara and Punjab & Sind Bank Qadian)

ہمارے یہاں ہر طرح کے جسمانی ٹیسٹ خون، پیشاب، بلغم، بایوپسی، وغیرہ کمپیوٹرائزڈ دستیاب ہیں

ہمارے ساتھی: SRL-Super Ranbaxy Lab,Thyrocare Mumbai

چوہدری محمد خضر باجوہ صاحب درویش قادیان — لقمان احمد باجوہ صاحب

پروپرائٹر: عمران احمد باجوہ، رضوان احمد باجوہ — فون نمبر: +91-85579-01648, +91-96465-61639

ارشاد حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

’’ایک مومن کے لئے، ایک ایسے شخص کے لئے جو اپنے پیارے نبی حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت رکھتا ہے، اپنی جان سے زیادہ عزیز رکھتا ہے، اُس کے لئے اس سے زیادہ دل آزاری کی اور تکلیف دہ بات کیا ہو سکتی ہے کہ وہ اپنے آقا کے بارے میں ایسی بات سنے جس سے آپ کی شان میں ہلکی سی بھی گستاخی ہوتی ہو۔‘‘

(خطبہ جمعہ 28/ جنوری 2011ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

طالب دعا: ناصر احمد ایم بی (R.T.O) ولد مکرم بشیر احمد ایم اے (جماعت احمدیہ بنگلور، کرناٹک)

سیرت النبی ﷺ

از تحریرات و فرمودات (سیّدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام)

(تحقیق و ترتیب: مکرم آصف احمد خان صاحب)

قسط نمبر :20 (حصہ سوم)

ابتدائی مسلمان:

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں

”آپؐ کی قوت قدسیہ کی تاثیر سے غریب اور عاجز لوگ آپؐ کے حلقہ اطاعت میں آنے شروع ہو گئے اور جو بڑے بڑے آدمی تھے انہوں نے دشمنی پر کمر باندھ لی“

(پیغامِ صلح۔ روحانی خزائن جلد 23 صفحہ 466)

آپؐ کے اس ارشاد سے معلوم ہوتا ہے کہ ابتداء میں اسلام قبول کرنے والے غریب اور عاجز لوگ تھے۔ کتبِ تاریخ سے بھی یہی ثابت ہے۔ نیز یہ کہ قبولِ اسلام سے قبل اگر کوئی کچھ حیثیت معاشرہ میں رکھتا بھی تھا تو اسلام لانے کے بعد معاشرہ میں مخالفت کی وجہ سے غریب اور عاجز ہو کر رہ گیا۔ سب سے پہلے حضرت خدیجہؓ ایمان لائیں۔ وہ اگرچہ ایک امیر خاتون تھیں لیکن بحیثیت عورت ایک عاجز انسان تھیں۔ بچوں میں حضرت علیؓ ایمان لائے جنکی عمر اس وقت تقریباً دس سال تھی۔ حضرت زیدؓ بھی ابھی بچہ ہی تھے۔ پھر حضرت ابوبکر صدیقؓ نے اسلام قبول کیا انکے قبولِ اسلام کا واقعہ تفصیل سے اگلے صفحات میں بیان کیا جائے گا۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ کی تبلیغ سے جن لوگوں نے اسلام قبول کیا انکے نام بھی کتب میں مذکور ہیں جو یہ ہیں حضرت عثمان بن عفانؓ، حضرت زبیر بن العوامؓ، حضرت عبد الرحمان بن عوفؓ، سعد بن ابی وقاصؓ، طلحہ بن عبید اللہ۔ ان کے علاوہ جو سابقین فی الاسلام ہیں ان میں حضرت بلالؓ، حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ، حضرت یاسرؓ اور ان کا خاندان۔ الغرض اکثر ان میں وہ لوگ تھے جو غریب، عاجز بوڑھے، غلام اور بچے تھے جو مخالفین کے مقابلہ میں کچھ طاقت نہ رکھتے تھے۔ اس کا ثبوت وہ مظالم ہیں جو ان پر ڈھائے گئے۔ نیز ابوسفیان کا وہ اقرار جو اس نے ہرقل قیصرِ روم کے دربار میں کیا تھا جب قیصر نے اس سے پوچھا کہ محمدؐ پر ایمان لانے والے امیر لوگ ہیں یا غریب تو ابوسفیان نے جواب دیا تھا کہ غریب لوگ اس پر زیادہ ایمان لائے ہیں۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ کا قبولِ اسلام:

حضرت مسیح موعود علیہ السلام حضرت ابوبکر صدیقؓ کے قبولِ اسلام کے متعلق بیان فرماتے ہیں

”دیکھو مکہ معظّمہ میں جب آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ظہور ہوا تو ابوجہل بھی مکہ میں ہی تھا اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بھی مکہ ہی کے تھے لیکن ابوبکرؓ کی فطرت کو سچائی کے قبول کرنے کے ساتھ کچھ ایسی مناسبت تھی کہ ابھی آپ شہر میں بھی داخل نہیں ہوئے تھے راستہ ہی میں جب ایک شخص سے پوچھا کہ کوئی نئی خبر سناؤ اور اس نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے تو اسی جگہ ایمان لے آئے اور کوئی معجزہ اور نشان نہیں مانگا اگرچہ بعد میں بے انتہا معجزات آپ نے دیکھے اور خود ایک آیت ٹھہرے لیکن ابوجہل نے باوجودیکہ ہزاروں ہزار نشان دیکھے لیکن وہ مخالفت اور انکار سے باز نہ آیا اور تکذیب ہی کرتا رہا“

(ملفوظات [2003 ایڈیشن] جلد 3۔ صفحہ 7)

”حضرت صدیقِ اکبر ابوبکر رضی اللہ عنہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے تو انہوں نے کوئی معجزہ طلب نہیں کیا اور جب پوچھا گیا کہ کیوں ایمان لائے تو بیان کیا کہ میرے پر تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا امین ہونا ثابت ہے اور میں یقین رکھتا ہوں کہ انہوں نے کبھی کسی انسان کی نسبت بھی جھوٹ کو استعمال نہیں کیا چہ جائیکہ خدا تعالیٰ پر جھوٹ باندھیں۔ ایسا ہی اپنے اپنے مذاق پر ہر ایک صحابی ایک ایک اخلاقی یا تعلیمی فضیلت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دیکھ کر اور اپنی نظرِ دقیق سے اس کو وجہِ صداقت ٹھہرا کر ایمان لایا تھا اور ان میں سے کسی نے بھی نشان نہیں مانگا تھا اور کاذب اور صادق میں فرق کرنے کے لئے انکی نگاہوں میں یہ کافی تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تقویٰ کے اعلیٰ مراتب پر ہیں اپنے منصب کے اظہار میں بڑی شجاعت اور استقامت رکھتے ہیں اور جس تعلیم کو لائے ہیں وہ دوسری سب تعلیموں سے صاف تر اور پاک تر اور سراسر نور ہے اور تمام اخلاقِ حمیدہ میں بے نظیر ہیں اور الٰہی جوش ان میں اعلیٰ درجہ کے پائے جاتے ہیں اور صداقت انکے چہرہ پر برس رہی ہے۔ پس انہی باتوں کو دیکھ کر انہوں نے قبول کرلیا کہ وہ درحقیقت خدائے تعالیٰ کی طرف سے ہیں“

(آئینہ کمالات اسلام، روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 388-337)

تقریباً تمام کتبِ تاریخ وسیرت میں حضرت ابوبکر صدیقؓ کا قبولِ اسلام کا واقعہ مذکور ہے جس سے یہ بات بڑی وضاحت سے ثابت ہوتی ہے کہ انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے دعویٰ کے ثبوت میں کوئی دلیل نہیں مانگی تھی۔ نیز یہ کہ بالغ مردوں میں سے سب سے پہلے حضرت ابوبکر صدیقؓ نے اسلام قبول کیا۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیقؓ کی دوستی اور تعلق بہت پرانا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر تقریباً 20 سال کی تھی جب سے ان دونوں کی رفاقت ثابت ہے اتنی لمبی رفاقت میں بارہا حضرت ابوبکر صدیقؓ نے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا صادق وامین ہونا اور اعلیٰ اوصاف سے مزین ہونا مشاہدہ کیا ہوگا جسکی وجہ سے انکے دل میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق ایک شوشہ بھی شک وشبہ کا پیدا نہ ہوا اور دعویٰ کا علم ہونے پر فوراً ایمان لے آئے اور صدیقِ اکبر کا لقب پایا۔

دورِ ابتلاء:

اسلام کے آغاز سے ہی اسکی مخالفت کا بھی آغاز ہو گیا تھا۔ جیسا کہ آغازِ تبلیغ کے عنوان کے تحت بھی ذکر کیا گیا ہے۔ مخالفین نے ہرصورت اسلام کی تبلیغ روکنے کی کوشش کی۔ اور اس کے لئے انہوں نے مسلمانوں کو ڈرایا دھمکایا۔ مارا پیٹا، بائیکاٹ کئے اور پھر کئی مسلمانوں کو شہید بھی کیا۔ لیکن ہر تکلیف پر مسلمانوں نے صبر کیا اور ثابت قدمی دکھائی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اسلامی تاریخ کے اس دور پر بھی مختلف پہلوؤں سے اپنی تحریرات میں روشنی ڈالی ہے۔ جیسا کہ فرمایا۔

”اور جو بڑے آدمی تھے انہوں سے دشمنی پر کمر باندھ لی یہاں تک کہ آخر کار آپ کو قتل کرنا چاہا۔ اور کئی مرد اور کئی عورتیں بڑے عذاب کے ساتھ قتل کر دیئے گئے“

(پیغامِ صلح۔ روحانی خزائن جلد 23 صفحہ 466)

فرمایا: ”دیکھو ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جب اپنی نبوت کا اعلان کیا تو اپنے پرائے سب کے سب دشمن ہو گئے مگر آپؐ نے ایک دم بھر کے لئے بھی کسی کی پروا نہیں کی۔ یہاں تک کہ جب ابوطالب آپ کے چچا نے لوگوں کی شکایتوں سے تنگ آکر کہا اس وقت بھی آپؐ نے صاف طور پر کہہ دیا کہ میں اس کے اظہار سے نہیں رک سکتا۔ آپ کا اختیار ہے میرا ساتھ دیں یا نہ دیں“

(ملفوظات [2003 ایڈیشن] جلد 1 صفحہ 281)

”ایک دفعہ اوائلِ دعوت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ساری قوم کو بلایا۔ ابوجہل وغیرہ سب ان میں شامل تھے۔ اہل مجمع نے سمجھا تھا کہ یہ مجمع بھی کسی دنیوی مشورہ کے لئے ہوگا۔ لیکن جب ان کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے آنیوالے عذاب سے ڈرایا گیا تو ابوجہل بول اٹھا تَبًّا لَكَ اَلِهٰذَا جَمَعْتَنَا غرض باوجود اس کے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو وہ صادق اور امین سمجھتے تھے مگر اس موقعہ پر انہوں نے خطرناک مخالفت کی اور ایک آگ مخالفت کی بھڑک اٹھی، لیکن آخر آپ کامیاب ہو گئے اور آپ کے مخالف سب نیست و نابود ہو گئے“

(ملفوظات [2003 ایڈیشن] جلد 4 صفحہ 379)

مذکورہ بالا ارشادات سے ظاہر ہے کہ اعلانِ نبوت کے ساتھ ہی جب آپؐ نے لوگوں کو حق کی طرف دعوت دی تو ساتھ ہی مخالفت کا آغاز ہو گیا۔ کتبِ تاریخ و سیرت اس بارے میں مختلف تفصیلات بیان کرتی ہیں لیکن اس بات پر سب متفق ہیں کہ مخالفت کا آغاز آغازِ تبلیغ کے ساتھ ہی ہو گیا تھا ابنِ سعد کی روایت کے مطابق ابتداءِ وحی کے زمانہ میں ہی جب لوگوں نے اپنے بتوں کی مذمت سنی اور اپنے آباء و اجداد کے کفر کی بابت سنی وہ دشمنی پر اتر آئے عام مخالفت کا پہلا واقعہ اسی واقعہ کو قرار دیا جاتا ہے جس میں ابولہب نے کہا تَبًّا لَكَ اَلِهٰذَا جَمَعْتَنَا۔ یعنی نعوذ باللہ تجھ پر ہلاکت ہو کیا اس بات کے لئے ہمیں جمع کیا تھا۔ یہ مخالفت ابتداء میں کم تھی لیکن وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ مخالفت اور دشمنی میں بھی اضافہ ہوتا گیا اور تھوڑا عرصہ بعد ہی قریش نے بزورِ شمشیر اسلام کا خاتمہ کرنا چاہا۔ اس مخالفت کی کئی وجوہات تھیں۔ اور اس میں کئی حکمتیں بھی تھیں جن کا ذکر اگلے صفحات میں کیا جائے گا۔

انبیاء اور انکی جماعتوں پر ابتلاء اور انکی مخالفت کی وجوہات:

قریش کی مسلمانوں کے ساتھ دشمنی اور انکی مخالفانہ اور ظالمانہ کارروائیوں کی داستانِ دلگداز ہم پڑھتے اور سنتے ہیں۔ اور آج ہر احمدی مسلمان کم وبیش اسی قسم کے جور وجفا کا نشانہ بنا ہوا ہے۔ بعض ذہنوں میں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ آخر ان مخالفانہ ومعاندانہ کارروائیوں کی وجوہات کیا ہیں۔ خدا تعالیٰ کیوں اپنی مخلص جماعتوں کو طویل آزمائشوں کی چکی میں سے گزارتا ہے۔ قرآنِ کریم واحادیث اور سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی تحریرات کا مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ان مخالفانہ کارروائیوں کی کئی وجوہات ہیں اور ان کی حکمتیں بھی بیشمار ہیں۔ نیز آخرین کی اس جماعت یعنی سلسلہ عالیہ احمدیہ کے حالات کو دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ بعینہٖ وہی وجوہات اور حکمتیں کارفرما ہیں جو اسلام کے ابتدائی دور میں تھیں۔ ان میں سے کچھ بیان کی جارہی ہیں۔

(سیرت النبی ﷺ، صفحہ 78 تا 82 مطبوعہ کنیڈا 2018)

***

ارشاد باری تعالیٰ

وَ قَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِيْٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ ؕ اِنَّ الَّذِيْنَ يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِيْ سَيَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ دٰخِرِيْنَ

(المومن: 61)

ترجمہ: اور تمہارے ربّ نے کہا مجھے پکارو میں تمہیں جواب دوں گا۔ یقیناً وہ لوگ جو میری عبادت کرنے سے اپنے تئیں بالا سمجھتے ہیں ضرور جہنّم میں ذلیل ہو کر داخل ہوں گے۔

طالب دعا : سید بشیر الدین محمود احمد افضل مع فیملی وافراد خاندان (جماعت احمدیہ شموگہ، صوبہ کرناٹک)

131واں جلسہ سالانہ قادیان

مورخہ 27،26،25 دسمبر 2026ء کو منعقد ہوگا

سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 131 ویں جلسہ سالانہ قادیان 2026ء کیلئے مورخہ 27،26،25 دسمبر (بروز جمعہ، ہفتہ، اتوار) کی تاریخوں کی منظوری مرحمت فرمائی ہے۔ احباب جماعت ابھی سے دعاؤں کے ساتھ اس مبارک جلسہ میں شمولیت کی نیت کر کے تیاری شروع کر دیں۔ اللہ تعالیٰ زیادہ سے زیادہ احباب جماعت کو اس للّٰہی جلسہ سے فیضیاب ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ نیز جو دعائیں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے شاملین جلسہ کیلئے کی ہیں ہم سب کو ان کا وارث بنائے۔ آمین۔ اسی طرح اس جلسہ سالانہ کے ہر لحاظ سے کامیاب اور بابرکت ہونے نیز سعید روحوں کی ہدایت کا موجب بننے کیلئے دعائیں جاری رکھیں۔

(ناظر اصلاح وارشاد مرکزیہ قادیان)

***

مجلس عرفان

حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدّہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ لجنہ اماء اللہ جرمنی کے NRW Mitte ریجن کی صدرات کے گیارہ رکنی وفد کی بالمشافہ ملاقات بمقام اسلام آباد (ٹلفورڈ) (یوکے) 4/اکتوبر 2025ء

خود اپنی اصلاح کریں، سب سے بڑی بات یہ ہے، اپنا اللہ سے تعلق پیدا کریں۔ اپنی نمازوں اور عبادتوں کا معیار اُونچا کریں۔ اپنے علم کا معیار اُونچا کریں۔ قرآنِ شریف پڑھیں، جماعتی لٹریچر پڑھیں اور پھر اس پر عمل کریں۔ پڑھنا صرف پڑھنے کے لیے نہ ہو بلکہ عمل کرنے کے لیے ہو

حضورِ انور نے مجلس میں رونق افروز ہوتے ہی تمام شاملینِ مجلس کو السلام علیکم کا تحفہ عنایت فرمایا۔

سب سے پہلے ریجنل صدر صاحبہ کو حضورِ انور کی خدمتِ اقدس میں وفد کا تعارف پیش کرنے کی سعادت حاصل ہوئی، جس کے بعد تمام شرکائے مجلس کو ذاتی تعارف پیش کرنے اور اپنی مفوّضہ جماعتی ذمہ داریوں کی تفصیل بیان کرنے کا بھی موقع ملا۔

دورانِ تعارف جب ایک شریکِ مجلس کی جانب سے اپنا تعارف بطور سابق صدر پیش کیا گیا تو یہ سماعت فرما کر حضورِ انور نے موجودہ صدر صاحبہ کی عدم شرکت کی بابت استفسار فرمایا، جس پر عرض کیا گیا کہ وہ حال ہی میں منتخب ہوئی ہیں اور انہیں ویزا سے متعلق کچھ مشکلات کا سامنا تھا۔

بعد ازاں دورانِ ملاقات شرکا مجلس کو حضور انور سے مختلف سوالات پیش کرنے نیز اُن کے جواب کی روشنی میں حضور انور کی زبانِ مبارک سے نہایت پُرمعارف، بصیرت افروز اور قیمتی نصائح پر مشتمل راہنمائی حاصل کرنے کی سعادت بھی نصیب ہوئی۔

حضورِ انور کی خدمت اقدس میں پیش کیا جانے والا پہلا سوال عمومی نوعیت کا تھا جس میں راہنمائی طلب کی گئی کہ

ہم دورانِ سال اپنی ذمہ داری کیسے احسن رنگ میں ادا کر سکتے ہیں؟

اس پر حضورِ انور نے راہنمائی فرمائی کہ دستورِ اساسی میں لکھا ہوا ہے کیا ذمہ داریاں ہیں، لائحہ عمل بھی ہے، اس میں لکھا ہے کہ کیا کچھ کرنا ہے۔

پھر حضورِ انور نے توجہ دلائی کہ پہلی بات تو یہ ہے کہ خود اپنی اصلاح کریں، سب سے بڑی بات یہ ہے، اپنا اللہ سے تعلق پیدا کریں۔ اپنی نمازوں اور عبادتوں کا معیار اُونچا کریں۔ اپنے علم کا معیار اُونچا کریں۔ قرآنِ شریف پڑھیں، جماعتی لٹریچر پڑھیں اور پھر اُس پر عمل کریں۔ پڑھنا صرف پڑھنے کے لیے نہ ہو بلکہ عمل کرنے کے لیے ہو۔

اسی طرح مزید توجہ دلائی کہ پھر لجنہ کی ممبرات سے پیار کا سلوک کرتے ہوئے اُن کو سمجھائیں کہ یہ یہ ہماری ذمہ داریاں ہیں، یہ ہم نے کام کرنے ہیں، اگر کوئی بے پردہ ہے تو اس کو پیار سے پردے کی اہمیت سمجھائیں۔ جو ویسے نظام جماعت سے تعلق میں کمزور ہیں ان کو پیار سے سمجھائیں اور آہستہ آہستہ ان کو قریب لائیں۔ تو پیار اور محبّت سے سارے کام کریں۔

حضورِ انور نے تاکید فرمائی کہ ہر ایک جو عہدیدار ہے وہ active ہو، صدرات کی عاملہ کی ہر ایک ممبر active ہو، صرف عہدہ لے کے اس بات پر خوش نہ ہو جائیں بلکہ اس کو فضلِ الٰہی سمجھیں اور شکرانے کے طور پر زیادہ بڑھ کے کام کریں۔

ایک شریکِ مجلس نے سوال کیا کہ

لجنہ اور ناصرات کس طرح اپنے آپ کو Artificial Intelligence کے نقصان دہ استعمال سے محفوظ رکھ سکتی ہیں؟

اس پر حضورِ انور نے یاد دلایا کہ یہ کوئی نئی بات تو نہیں، مَیں تو بڑے عرصے سے کہہ رہا ہوں کہ اے آئی (AI) کا استعمال غلط ہو رہا ہے۔

حضورِ انور نے اے آئی کو صحیح طریق پر استعمال کرنے کے حوالے سے توجہ دلائی کہ اس کے لیے آپ اپنی لجنہ ممبرات کو awareness دیں اور اُن کو بتائیں کہ یہ یہ اس کے نقصانات ہیں اور ہر ایک ناصرات کی ممبر جو گیارہ سال سے پندرہ سال تک کی ہے اس کو بتائیں کہ اس کے کیا نقصان اور کیا فائدے ہیں اور اس سے ہمیں کتنا بچنا چاہیے۔

اسی حوالے سے حضورِ انور نے ہدایت فرمائی کہ آج کل بہت سارے جو ٹیکنیکل فیلڈز میں ہیں، ان کے quote نکالیں، وہ پڑھی لکھی لڑکیوں کو دیں اور ان کو بتائیں کہ دیکھو! جو لوگ Artificial Intelligence بزنس میں ہیں، یہ ان کے quotes ہیں، اور وہ یہ کہتے ہیں کہ اس سے بچنا چاہیے۔ یہ گورنمنٹ کے منسٹرز اور یہ دنیا کے مختلف لوگوں کے quotes ہیں کہ اِس کے کیا نقصانات ہیں۔ تو تھوڑی سی ریسرچ کریں۔

آخر میں حضورِ انور نے اس امر کی جانب بھی توجہ مبذول کروائی کہ مَیں مختلف وقتوں میں بتاتا بھی رہا ہوں اور اس کی awareness جب ہو جائے گی، باقاعدہ ہر مہینے ان کو بتاتے رہیں کہ لغویات سے کس طرح بچنا ہے۔

حضورِ انور نے صدرات کو ہدایت فرمائی کہ صدرات لجنہ اور ناصرات کی ہر ممبر کو message بھیجیں۔ قرآن، حدیث، مسیح موعود علیہ السلام کے اقتباسات، خلفاء کے اقتباسات سے تھوڑے تھوڑے چار چار پانچ پانچ لائنوں کے passage میسیج ہوں کہ کس طرح ہم نے ان چیزوں سے بچ کے رہنا ہے۔ وہ Artificial Intelligence ہو یا کوئی بھی سوشل میڈیا کا غلط کام ہو، اس سے ہم نے کس طرح بچنا ہے۔

سو! ان باتوں میں تو مَیں عرصے سے کہہ رہا ہوں اور AI کے بارے میں تو مَیں ہمیشہ سے بول رہا ہوں۔ اس سے فائدہ بھی اُٹھایا جا سکتا ہے لیکن آپ نے دیکھنا ہے کہ اپنی لجنہ کی ممبرات کو اس سے فائدہ اُٹھانے کے لیے کس طرح گائیڈ کرنا ہے۔ ان کے لیے باقاعدہ جو اس ٹیکنیکل فیلڈ میں ہو، اس سے مدد لیں اور مہینے میں ایک یا دو مہینے بعد ایک کلاس لے کے ان کو بتایا کریں کہ کیا کیا اس کے نقصان اور فائدے ہیں، ان دو مہینوں میں دنیا نے کیا اس سے فائدہ اور کیا نقصان اٹھایا۔ تو یہ ساری چیزیں دیکھنی چاہئیں۔

ایک شریکِ مجلس نے دریافت کیا کہ

وہ کون سے علمی مضامین ہیں، جن میں لجنہ کی طالبات کے لیے پی ایچ ڈی کرنا زیادہ موزوں ہوگا؟

اس پر حضورِ انور نے راہنمائی عطا فرمائی کہ منطقی طور پر پی ایچ ڈی اُسی مضمون میں کی جاتی ہے جس میں پہلے بیچلرز یا ماسٹرز کی ڈگری حاصل کی گئی ہو، مثلاً اگر کسی نے جغرافیہ میں ماسٹرز کیا ہے تو وہ بایو کیمسٹری میں پی ایچ ڈی نہیں کر سکتی۔

حضورِ انور نے مزید فرمایا کہ مضمون کا انتخاب طالبہ کی اپنی دلچسپی کے مطابق ہونا چاہیے، کیونکہ علم کا بنیادی مقصد علم میں اضافہ کرنا ہے اور یہ کسی بھی شعبے میں ممکن ہے۔

بعد ازاں حضورِ انور کے دریافت فرمانے پر سائل نے عرض کیا کہ انہوں نے سوشیالوجی میں ماسٹرز کیا ہوا ہے۔ جس پر حضورِ انور نے نصیحت فرمائی کہ وہ اپنی پی ایچ ڈی بھی اسی مضمون میں کریں اور ایسا تحقیقی موضوع منتخب کریں جو موجودہ معاشرتی مسائل مثلاً خاندانی مشکلات، تجارتی تنازعات یا نسلی و لسانی جھگڑوں سے متعلق ہو۔

مزید برآں حضورِ انور نے یہ بھی ہدایت فرمائی کہ اپنی تحقیق کے دوران ان مسائل کا جائزہ قرآنِ کریم اور احادیثِ نبویہؐ کی تعلیمات کی روشنی میں لینا چاہیے تاکہ یہ واضح ہو کہ اسلام ان جدید معاشرتی چیلنجز کا حل کس طرح سے پیش کرتا ہے۔

حضورِ انور نے آخر میں نصیحت فرمائی کہ وہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے خطابات اور تحریرات میں موجود اس نوعیت کے وسیع لٹریچر سے بھی استفادہ کریں، کیونکہ ان میں معاشرتی اور اخلاقی مسائل کے متعلق نہایت بصیرت افروز راہنمائی موجود ہے۔

ایک لجنہ ممبر نے حضورِ انور کی خدمتِ اقدس میں عرض کیا کہ

جب اصلاحی کمیٹی کی میٹنگ ہوتی ہے تو سیکرٹری صاحب تربیت کہتے ہیں کہ مساجد میں نمازوں کی حاضری بہت کم ہے، صدر صاحبہ آپ ہماری مدد کریں، لیکن جب لجنہ اپنے خاوندوں کو توجہ دلاتی ہیں تو وہ یہ کہتے ہیں کہ یہ تمہارا کام نہیں ہے۔ پیارے آقا! اس سلسلے میں ہماری راہنمائی فرمائیں۔

اس پر حضورِ انور نے جلسہ ہائے سالانہ یوکے اور جرمنی کے لجنہ سے خطابات اور لجنہ اماء اللہ یوکے کے نیشنل اجتماع سے خطاب کے حوالے سے یاد دلایا کہ ان میں مَیں نے یہی باتیں بتائی ہیں کہ عورتوں کا کام ہے کہ وہ خاوندوں کی بھی ٹریننگ کریں۔

حضورِ انور نے فرمایا کہ حوالے نکال کے دکھا دیں کہ اگر ہمارا کام نہیں ہے، تو پھر مجھے خلیفۂ وقت نے تو یہ باتیں کی ہیں، کوئی ایسا issue ہے ہی نہیں کہ جس کو مَیں نے نہ کہا ہو، recently کہہ چکا ہوں، تینوں جگہ کہہ چکا ہوں، خاوندوں کو بھی مَیں کہہ رہا ہوں، صرف عورتوں کو ہی نہیں کہہ رہا کہ اپنی اصلاح کریں۔ انصار اللہ کے اجتماع میں مَیں نے کہا، مردوں کو بھی کہہ رہا ہوں، خدام کو بھی کہہ رہا ہوں، عورتوں کو بھی کہہ رہا ہوں

کہ ٹریننگ دیں، ان کا تو کہنا کام ہے، تو یہ توجہ دلانے کی ضرورت ہے، حوالے نکال کے پیش کرتی رہیں۔

سوال کے نفسِ مضمون کی روشنی میں حضورِ انور نے ایک نہایت خوبصورت طرزِ استدلال کی جانب راہنمائی فرمائی کہ اسے کہو کہ کہاں لکھا ہوا ہے کہ کوئی نیک بات جو ہے وہ عورت نہیں کہہ سکتی؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دین عائشہ رضی اللہ عنہا سے سیکھو، عورت سے سیکھو، عورتیں دین پڑھایا کرتی تھیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تو یہ فرماتے ہیں کہ مرد عورت کو دینی کام میں توجہ دلائے اور عورت مرد کو توجہ دلائے اور جو توجہ دلائے گا اس کو ثواب ملے گا۔ عبادت کی طرف توجہ دلانے کا بھی جس طرح ہے کہ عورت اور مرد سوئے ہوں، فجر کی نماز کا وقت ہو، تو ان کو چھینٹا مار کے جگاؤ، تو عورت کو مرد جگائے اور مرد کو عورت جگائے۔

حضورِ انور نے جواب کے آخر میں اس بات پر زور دیا کہ یہ حدیثوں میں آیا ہوا ہے، مرد کیوں کہتے ہیں کہ یہ تمہارا کام نہیں۔ کہو کہ آپ نے دین پڑھا ہی نہیں ہوا، ہمارا کام نہیں تو پھر کس کا کام ہے؟ نیز واضح فرمایا کہ مرد بس سستی چھپانے کے لیے بہانے کرتے ہیں۔

ایک لجنہ ممبر نے ذکر کیا کہ

بچے گھروں میں موبائل فون پر زیادہ وقت گزارنے لگے ہیں اور اس حوالے سے راہنمائی طلب کی کہ اپنے بچوں کو کس طرح نصیحت کی جائے؟

اس پر حضورِ انور نے انتہائی حکیمانہ انداز میں عملی راہنمائی عطا فرمائی کہ ان کو سمجھائیں کہ مجلس کے آداب ہوتے ہیں۔ اسلام تو یہ کہتا ہے کہ جب آپ مجلس میں بیٹھے ہوں تو دوسرے کے کان میں باتیں بھی نہ کرو، کیونکہ اس سے مجلس کے آداب پر اثر پڑتا ہے، دوسروں کو بھی شک پڑتا ہے کہ پتا نہیں کیا بات کر رہے ہو، جو بات کرنی ہے کھل کے کرو تاکہ ساری مجلس سن لے۔ تو اس لیے جب گھر میں بیٹھے ہوں تو اس کمپنی میں اپنے فون چھوڑ کے آیا کرو، ان کو بند کر کے رکھا کرو اور پھر ان کی دلچسپی کی باتیں بھی کیا کریں۔

حضورِ انور نے بچوں کی دلچسپی کا خیال رکھنے کی بابت توجہ دلائی کہ آج کل کا کوئی سیاسی، دنیاوی یا پڑھائی کا ایشو discuss کرنے کی بجائے آپ اسے کہیں کہ فلاں لجنہ ممبر بڑی گپیں مارتی ہے، اس نے جھوٹ بولا، فلاں کام کیا اس نے فلاں کی چغلی کی، تو بچہ کہے گا کہ اس سے مجھے چودہ/پندرہ سال کی عمر میں کیا فرق پڑتا ہے کہ کسی نے چغلی کی یا نہیں کی۔ تو بچوں کے interest کی باتیں بھی کیا کریں، جب بچوں کے interest کی باتیں کریں گے تو ان کی مجلس میں دلچسپی پیدا ہو گی۔ اگر تو آپ اپنے interest کی باتیں کریں گی تو بچوں کو کیا ہے، وہ پھر کہیں گے کہ اچھا پھر ہم فون سے کھیلتے ہیں۔ پہلے اپنا قصور سمجھیں اور پھر اپنی اصلاح کریں۔

ایک شریکِ مجلس نے عرض کیا کہ

اگر کوئی لجنہ بہن کئی سال سے اپنے خاوند سے الگ رہ رہی ہوں اور فیصلہ نہ کر پائیں کہ ساتھ رہنا ہے یا علیحدگی اختیار کرنی ہے، تو پیارے حضور ایسی بہنوں کے متعلق آپ کی کیا راہنمائی ہے؟

اس پر حضورِ انور نے فرمایا کہ ان کو جلدی فیصلہ کر لینا چاہیے، جو اتنی دیر تک علیحدہ رہیں گی، تو خاوند نے اس کو معلّقہ کی طرح چھوڑا ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اسے ناپسند فرمایا ہے کہ جس طرح تم کھونٹی میں کپڑا ٹانگ دیتے ہو، ٹانگ دیا، تو یہ غلط چیز ہے۔

حضورِ انور نے خُلع یا طلاق کے حوالے سے معاشرتی دباؤ سے آزاد ہو کر بچوں کی بھلائی اور بہتر تربیت کو مدّنظر رکھتے ہوئے خود دعا کر کے فیصلہ کرنے کی ضرورت پر زور دیتے ہوئے فرمایا کہ اس لیے بہتر یہی ہے کہ ایسی عورت پھر یہ نہ دیکھے کہ بچے ہیں اور بچوں پر کیا اثر پڑے گا یا نہیں پڑے گا۔ یہ دیکھیں کہ بچوں پر منفی اثر علیحدہ رہنے سے زیادہ پڑ رہا ہے اور اگر آپس کی understanding سے علیحدہ رہ رہی ہیں تو پھر ٹھیک ہے۔ اور اگر ویسے ہی بُرائیوں میں پڑے ہوئے چھوڑ دیا ہے اور بیوی کے حقوق ادا نہیں کر رہا اور بیوی صرف اس لیے کہ پتا نہیں معاشرہ کیا کہے گا، مجھے لوگ کیا کہیں گے، بچوں پر کوئی منفی اثر نہ پڑ جائے، اس سے بہتر ہے کہ خود دعا کر کے فیصلہ کر لیں اور علیحدگی اور خُلع وغیرہ لے لینی چاہیے۔ حضورِ انور نے یہ بھی واضح فرمایا کہ اگر خاوند کا قصور ہے تو خُلع میں جو قضا فیصلہ کرتی ہے، وہ بھی پھر عورت کے حق میں کر دیتی ہے، وہ سارے حقوق بھی دلواتی ہے۔ اس لیے بہتر یہی ہے کہ پھر دعا کر کے فیصلہ کر لیں، بجائے اس کے کہ معاشرے یا زمانے سے ڈریں، پھر بچوں کی زیادہ اچھی تربیت ہو گی۔

ایک لجنہ ممبر نے حضورِ انور سے اس حوالے سے راہنمائی طلب کی کہ

ایسی بہنیں جو پردہ کرنے میں کمزور ہیں، انہیں جب توجہ دلائی جاتی ہے کہ وہ پردہ کریں، تو اُن میں سے کچھ کا جواب یہ ہوتا ہے کہ یہ اُن کا ذاتی مسئلہ ہے کہ وہ پردہ کریں یا نہ کریں۔

اس پر حضورِ انور نے فرمایا کہ ہاں! کہو کہ بالکل تمہارا ذاتی مسئلہ ہے، ہم تمہیں کچھ نہیں کہتے، لیکن ہم تمہیں یہ کہتے ہیں کہ قرآن کریم یہ کہتا ہے کہ یہ پردہ کرو، فلاں فلاں رشتہ داروں سے پردہ کرو، اپنے لباس کو درست رکھو اور تمہارا پردے کا معیار کیا ہونا چاہیے۔ اپنی اوڑھنیاں یا برقعہ یا نقاب یا حجاب اس طرح لو۔

حضورِ انور نے احکاماتِ پردہ کی قرآنی تعلیم کی بابت ہدایت فرمائی کہ اس کی تفسیر نکالیں، آپ عاملہ کی صدر ہیں، مختلف جماعتی لٹریچر میں اس کی تفسیریں لکھی ہوئی ہیں، مَیں مختلف موقعوں پر کہہ چکا ہوا ہوں۔ کہو کہ اگر یہ تمہارا ذاتی مسئلہ ہے تو پھر خلیفۂ وقت کو بھی تم لوگوں کو نہیں کہنا چاہیے، وہ تو تمہارے لیے کوئی غیر شرعی بات نہیں کرے گا۔ سارے خلفاء نے اس طرف توجہ دلائی ہے۔ سب سے بڑھ کے قرآنِ کریم نے توجہ دلائی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے توجہ دلائی۔ ان سے بڑھ کے کون توجہ دلانے والا ہو سکتا ہے۔ اور جب تک تم اپنے آپ کو احمدی کہتی ہو، اس وقت تک تمہیں توجہ دلانا ہمارا کام ہے اور تمہارا کام قرآن کریم کی تعلیم پر عمل کرنا ہے جب تک کہ تم اپنے آپ کو مسلمان سمجھتی ہو۔

اس لیے اس کی کوشش کرو، پیار سے سمجھائیں، quotation اور آیتیں نکال کے ان کو سمجھا دیں۔ قرآنِ شریف میں بڑی واضح آیت ہے، اس کو سامنے رکھ دیں کہ اپنی اوڑھنیوں کو سر پر رکھو، سینے سے لپیٹو، چہرے کو اس طرح ڈھانپو، گھونگھٹ اس طرح نکالا ہو۔ قرآنِ شریف میں ساری تفصیل لکھی ہوئی ہے۔

حضورِ انور کی خدمتِ اقدس میں پیش کیا جانے والا اس ملاقات کا آخری سوال حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت زکریا علیہ السلام کی ازواج کے متعلق قرآنی بیانات کی مماثلت کی بابت تھا، کیونکہ وہ دونوں بانجھ اور عمر رسیدہ تھیں، جبکہ انہیں بیٹے کی خوشخبری دی گئی۔

اس پر حضور انور نے تصدیق فرمائی کہ یہ دونوں واقعات حقیقتاً ایک دوسرے سے مشابہ ہیں اور دونوں اللہ تعالیٰ کی کامل قدرت کی شان کو ظاہر کرتے ہیں۔ اسی طرح مزید وضاحت فرمائی کہ حضرت زکریا علیہ السلام اور ان کے بیٹے حضرت یحییٰ علیہ السلام کا واقعہ قرآنی سیاق و سباق کے لحاظ سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی داستان سے بھی گہرا تعلق رکھتا ہے۔ نیز آخر میں سائل کو، جو کہ اُردو پڑھ سکتی تھیں، نصیحت فرمائی کہ وہ ان مخصوص آیات کی تفصیلی تفسیر کے لیے تفسیر کبیر کا مطالعہ کریں تاکہ گہرے فہم و ادراک کا حصول ممکن ہو سکے۔

ملاقات کے اختتام پر حضورِ انور نے تمام شاملینِ مجلس کو ازراہِ شفقت قلم کا تحفہ بطورِ تبرک عطا فرمایا اور یوں یہ ملاقات بخیر و خوبی انجام پذیر ہوئی۔

(بحوالہ الفضل انٹرنیشنل 18 اکتوبر 2025ء)

⁂

ارشاد باری تعالیٰ

وَ اَنۡفِقُوۡا فِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰہِ وَ لَا تُلۡقُوۡا بِاَیۡدِیۡکُمۡ اِلَی التَّہۡلُکَۃِ ۚۖۛ وَ اَحۡسِنُوۡا ۚۛ اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الۡمُحۡسِنِیۡنَ۔ (البقرہ ۱۹۶)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کے راستے میں مال و جان خرچ کرو اور اپنے ہی ہاتھوں اپنے آپ کو ہلاکت میں نہ ڈالو اور احسان سے کام لو۔ اللہ احسان کرنے والوں سے یقیناً محبت کرتا ہے۔

طالب دعا: بی.ایم. خلیل احمد ولد مکرم بی.ایم. بشیر احمد صاحب و افراد خاندان (جماعت احمدیہ بنگلور)

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

اَلۡبَسُوۡا مِنۡ ثِیَابِکُمُ الۡبَیَاضَ فَاِنَّهَا مِنۡ خَیۡرِ ثِیَابِکُمۡ وَکَفِّنُوۡا فِیۡهَا مَوۡتَاکُمۡ

(ترمذی، کتاب الجنائز باب ما یستحب من الاکفان حدیث 994)

یعنی سفید کپڑا پہنا کرو کیونکہ یہ بہترین لباس ہے۔ اسی طرح سفید کپڑوں میں ہی دفن کیا کرو۔

طالب دعا: سید وسیم احمد و افراد خاندان (جماعت احمدیہ سورو ضلع بالاسور، صوبہ اڈیشہ)

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

’’اب ظہور کر اور نکل کہ تیرا وقت نزدیک آ گیا اور اب وہ وقت آ رہا ہے کہ محمدی گڑھے میں سے نکال لئے جاویں گے اور ایک بلند اور مضبوط مینار پر ان کا قدم پڑے گا۔‘‘

(نزول المسیح، روحانی خزائن جلد 18 صفحہ 511 پیشگوئی 14)

طالب دعا: میر موسیٰ حسین ولد مکرم جے میر عطاء الرحمن صاحب امیر جماعت احمدیہ شموگہ (کرناٹک)

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

اگر اختلاف رائے کو چھوڑ دیں اور ایک کی اطاعت کریں جس کی اطاعت کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے پھر جس کام کو چاہتے ہیں وہ ہو جاتا ہے۔

(الحکم جلد 5 نمبر 5 مؤرخہ 10/فروری 1901ء صفحہ 1)

طالب دعا: سید جہانگیر علی صاحب مرحوم اینڈ فیملی (جماعت احمدیہ احمدیہ فلک نما، حیدر آباد، صوبہ تلنگانہ)

IMPERIAL GARDEN FUNCTION HALL
a desired destination for royal weddings & celebrations.
2 - 14 -122 / 2 - B , Bushra Estate
Hydrabad Road, Yadgir - 585201
Contact Number : 09440023007
08473296444

نماز جنازہ حاضر و غائب

حضورِ انور ایدّہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ۱۸؍فروری ۲۰۲۶ء بروز بدھ بارہ بجے بعد دوپہر اسلام آباد (ٹلفورڈ) میں اپنے دفتر سے باہر تشریف لاکر مکرم چودھری عبدالرزاق گوندل صاحب ابن مکرم منشی مہتاب دین صاحب (آف چک نمبر 99 شمالی ضلع سرگودھا۔ حال یوکے) کی نماز جنازہ حاضر اور چھ مرحومین کی نمازِ جنازہ غائب پڑھائی۔

نماز جنازہ حاضر

مکرم چودھری عبدالرزاق گوندل صاحب ابن مکرم منشی مہتاب دین صاحب (آف چک نمبر 99 شمالی ضلع سرگودھا۔ حال یوکے)

14؍فروری 2026ء کو 94 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ کے گھر میں احمدیت آپ کے والد کے ذریعہ آئی جنہوں نے سیالکوٹ میں طاعون کے بارہ میں ایک پمفلٹ پڑھنے کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں خط لکھ کر بیعت کی سعادت حاصل کی۔ انہیں طاعون کا پھوڑا ابھی نکلا ہوا تھا لیکن بیعت کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے اپنے رحم اور فضل سے انہیں شفا دی۔ مرحوم کو چک 99 شمالی میں مختلف عہدوں پر خدمت کی توفیق ملی۔ مرکزی عہدیداروں کا بہت احترام کرتے اور ان کے آنے پر بڑے شوق اور جذبہ کے ساتھ خدمت کیا کرتے تھے۔ آپ صوم وصلوٰۃ کے پابند، خلافت کے ساتھ گہرا عقیدت کا تعلق رکھنے والے ایک مخلص اور باوفا انسان تھے۔ لازمی چندوں کے علاوہ حسب توفیق دیگر مالی تحریکات میں بھی حصہ لیا کرتے تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ دو بیٹیاں اور تین بیٹے اور بہت سے پوتے پوتیاں اور نواسے نواسیاں شامل ہیں۔ مرحوم کے ایک بیٹے مکرم زاہد شفیق صاحب کئی سالوں سے جلسہ سالانہ یوکے پر بطور ناظم سمعی و بصری خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔ آپ مکرم مبشر احمد گوندل صاحب (کارکن امیر صاحب آفس یوکے) کے کزن تھے۔

نماز جنازہ غائب

۱۔ مکرم راؤ عبدالجبار خان صاحب (آف ربوہ)

19؍نومبر 2025ء کو 78 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ کے خاندان میں احمدیت کا نفوذ آپ کے والد مکرم راؤ عبدالرازق خان صاحب کے ذریعہ ہوا جنہوں نے خود تحقیق کرکے 1932ء میں بیعت کی تھی۔ آپ کے والد کا تعلق کاہنور ضلع روہتک سے تھا۔ پارٹیشن کے بعد آپ اپنے والد کے ساتھ پھلروان ضلع سرگودھا میں آکر آباد ہوگئے۔ 1974ء کے سخت حالات میں خاندان کی مخالفت کا بڑی جرأت اور بہادری سے ڈٹ کر مقابلہ کیا۔ تجارت کے سلسلہ میں چند سال بحرین میں مقیم رہے۔ اس دوران آپ کو حج بیت اللہ کی سعادت بھی نصیب ہوئی۔ بچوں کو ہمیشہ نظام جماعت اور خلافت سے مضبوط تعلق رکھنے کی تلقین کیا کرتے تھے۔ مرحوم صوم وصلوٰۃ اور تلاوت قرآن کریم کے پابند، تہجد گزار، بڑے خوش مزاج، خلافت سے بے پناہ محبت رکھنے والے ایک مخلص انسان تھے۔ چندوں کی ادائیگی اور دیگر مالی تحریکات میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے تھے۔ خدمت خلق کا کوئی موقع ہاتھ سے نہ جانے دیتے۔ اکثر خاموشی سے یتیموں، بیواؤں اور ضرورت مندوں کی مدد کرتے اور ایک بڑی رقم باقاعدگی سے یتامیٰ فنڈ میں بھی دیتے تھے۔ کاروباری لین دین میں ہمیشہ جماعتی مفاد کو ترجیح دیتے۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ دو بیٹے اور دو بیٹیاں شامل ہیں۔ آپ کی اہلیہ مکرمہ شاہین اکبر صاحبہ معاون صدر لجنہ اماء اللہ پاکستان کے طور پر خدمت بجالا رہی ہیں۔ آپ مکرم عبادہ اسلم قریشی صاحب (مبلغ سلسلہ بانگا بونگ کاؤنٹی، لائبیریا) کے خسر تھے۔

۲۔ مکرمہ بشریٰ صدیقہ صاحبہ اہلیہ مکرم ماسٹر محمد رمضان صاحب مرحوم (ملتان)

6؍دسمبر 2025ء کو 77 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی حضرت چودھری غلام احمد صاحب رضی اللہ عنہ (ساکن تلونڈی جھنگلاں) کی پوتی تھیں۔ مرحومہ کو لمبا عرصہ اپنے حلقہ کی صدر لجنہ کے طور پر خدمت کی توفیق ملی۔ ساری زندگی پنجوقتہ نمازوں، تلاوتِ قرآن اور نوافل کی پابند رہیں۔ اپنی زندگی کے آخری رمضان میں قرآن کریم کے دو دور مکمل کرنے کی توفیق پائی۔ آخری وقت تک دعائیں اور سورتیں یاد کرتی رہیں۔ آپ کو خلافت سے والہانہ محبت تھی۔ آپ کو احمدیت کی وجہ سے بہت مخالفت سہنی پڑی لیکن استقامت میں کوئی لغزش نہیں آئی اور اپنے میاں کے ساتھ شانہ بشانہ کھڑی رہیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں ایک بیٹا اور دو بیٹیاں شامل ہیں۔

۳۔ مکرم محمد سلیمان بقاپوری صاحب ابن مکرم محمد اسحاق بقاپوری صاحب (ماڈل ٹاؤن لاہور)

16؍اپریل 2024ء کو 69 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی حضرت حکیم شیر علی صاحب رضی اللہ عنہ آپ کی والدہ کے نانا تھے۔ مرحوم نے نائب زعیم اعلیٰ ماڈل ٹاؤن اور محاصل کے علاوہ بعض اور عہدوں پر بھی خدمت کی توفیق پائی۔ آپ نماز باجماعت کے پابند، چندوں کی ادائیگی میں باقاعدہ، نرم مزاج، ہمدرد، ملنسار اور مخلص انسان تھے۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ ایک بیٹا اور دو بیٹیاں شامل ہیں۔

۴۔ مکرمہ امۃ النصیر صاحبہ اہلیہ مکرم عابد حسین وڑائچ صاحب (ربوہ)

2؍جنوری 2026ء کو 74 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ مکرم صوبیدار عبدالغفور خان صاحب (آف ٹوپی۔ سابق درویش قادیان و افسر حفاظت حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ و حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ) کی بیٹی اور مکرم صوبیدار خوشحال خان صاحب شہید کی پوتی تھیں۔ جنہوں نے ایک خواب کے ذریعہ 1914ء میں جلسہ سالانہ کے موقع پر حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے ہاتھ پر بیعت کی سعادت حاصل کی۔ مرحومہ پنج وقتہ نمازوں اور تلاوت قرآن کریم کی پابند، حلیم الطبع، جماعتی خدمت کے جذبہ سے سرشار، بڑی نیک دل اور مخلص خاتون تھیں۔ خلافت کے ساتھ والہانہ عقیدت کا تعلق تھا۔ بیماری کے دوران بڑے صبر وشکر اور دعاؤں کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی رضا پر راضی رہتے ہوئے وقت گزارا۔ آپ نے بچوں کی تربیت بڑے احسن طریق پر کی۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں دو بیٹے، تین بیٹیاں اور پوتے پوتیاں اور نواسے نواسیاں شامل ہیں۔ آپ کے ایک داماد مکرم منور احمد وڑائچ صاحب واقفِ زندگی ہیں اور ... بطور نگران شعبہ تعمیرات خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔

۵۔ مکرمہ ہاجرہ بی بی صاحبہ اہلیہ مکرم چودھری غلام رسول صاحب مرحوم (چک بھوڑو ضلع ننکانہ صاحب)

6؍جنوری 2026ء کو 105 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی حضرت چودھری غلام حیدر صاحب نمبردار رضی اللہ عنہ کی بیٹی تھیں۔ مرحومہ صوم وصلوٰۃ کی پابند، تہجد گزار، بڑی نیک اور مخلص خاتون تھیں۔ پسماندگان میں تین بیٹے، تین بیٹیاں اور پوتے پوتیاں اور نواسے اور نواسیاں شامل ہیں۔ آپ کے پوتے مکرم باسل اسلم صاحب (مربی سلسلہ) اس وقت جرمنی میں خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔

٦۔ مکرم بشیر احمد لنگاہ صاحب ابن مکرم سردار محمد صاحب (نصرت آباد ربوہ)

26؍نومبر 2025ء کو 79 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ کے خاندان میں احمدیت کا نفوذ آپ کے والد کے ذریعہ ہوا۔ مرحوم 16 سال مجلس نصرت جہاں میں خدمت بجالاتے رہے۔ مسجد اور غریبوں کے لیے زمین وقف کرنے کی بھی توفیق پائی۔ آپ بڑے نرم مزاج، ملنسار، شریف النفس، دینی غیرت رکھنے والے ایک مخلص اور باوفا انسان تھے۔ کبڈی اور گھوڑسواری میں مہارت رکھتے تھے۔ پسماندگان میں دو بیٹے اور پانچ بیٹیاں شامل ہیں۔

اللہ تعالیٰ تمام مرحومین سے مغفرت کا سلوک فرمائے اور انہیں اپنے پیاروں کے قرب میں جگہ دے۔ اللہ تعالیٰ ان کے لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے اور ان کی خوبیوں کو زندہ رکھنے کی توفیق دے۔ آمین

☆...☆...☆

نیپال کا عبرتناک سیلاب

پل، سڑک، گاڑی، مکاں سب، وادیاں جنگل بہے
موت کا پھیلا ہوا اب ہر طرف اک جال ہے

محل و کٹیا بہہ گئے سب، چھت سبھی سے چھن گئی
جو بچے ہیں لوگ ان کے سر پہ بس ترپال ہے

بستیاں اجڑیں کئی اور شہر ویراں ہو گئے
دیکھ کر منظر یہ سارے، ہر کوئی بے حال ہے

کل تلک رونق جہاں تھی اب بنا ماتم کدہ
سیلِ آفت کر گیا جو سب خوشی پامال ہے

ایک پل ان کو سنبھلنے کی نہ مہلت مل سکی
چل سکی قدرت کے آگے کبھی کسی کی چال ہے؟

پانیوں میں بہہ گئی ہے ہر کسی کی زندگی
ناگہانی آفتوں کا یوں ہوا انزال ہے

یا الٰہی! فضل کر، رحمت سے اپنی ڈھانپ لے
آئے جو ہر سُو نظر، کیا شامتِ اعمال ہے؟

کیونکہ جب بھی ہے بنا انسان فطرت کا عدو
زلزلے، بارش و طوفاں سے ہوا زلزال ہے

چشمِ بینا ہے تو دیکھو! یہ خدا کا قہر ہے
بج رہا ہر ملک میں آفت کا یہ گھڑیال ہے

ہاتھ سروؔر ہم اٹھائیں خلق کی امداد کو
وقت ہے وقتِ دعا، بے سود قیل و قال ہے

(محمد ابراہیم سرور، قادیان)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں:

اگر دل میں تمہارے شر نہیں ہے
تو پھر کیوں ظنِ بد سے ڈر نہیں ہے
کوئی جو ظنِ بد رکھتا ہے عادت
بدی سے خود وہ رکھتا ہے اِرادت

طالب دعا: محمد نور اللہ شریف صاحب مرحوم و افراد خاندان (جماعت احمدیہ شموگہ، صوبہ کرناٹک)

خطبہ جمعہ بطرز سوال و جواب

اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کی اہمیت اور برکات کا ذکر

خطبہ جمعہ فرمودہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 9 نومبر 2007ء بطرز سوال و جواب بمنظوری سیدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

سوال مومنوں کے باہمی تعلق کی کیا خصوصیت بیان ہوئی ہے؟

جواب مومن مرد اور عورتیں ایک دوسرے کے دوست، خیرخواہ اور مددگار ہوتے ہیں۔ وہ باہمی محبت، تعاون اور اخوت کے ذریعہ جماعت کو مضبوط بنانے کی کوشش کرتے ہیں۔

سوال مومن برائی کے خلاف کیا کردار ادا کرتے ہیں؟

جواب وہ ہر ایسی بات سے روکتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کے احکام کے خلاف ہو۔ ظالم کو ظلم سے روکتے اور مظلوم کی مدد کرتے ہیں تاکہ معاشرے میں امن، انصاف، محبت اور بھائی چارہ قائم ہو۔

سوال حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے نماز کی کیا اہمیت بیان فرمائی ہے؟

جواب آپؑ نے فرمایا کہ نماز بڑی ضروری چیز اور مومن کا معراج ہے اور اللہ تعالیٰ سے دعا مانگنے کا بہترین ذریعہ ہے۔

سوال حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے نماز کو تمام وظائف کا مجموعہ کیوں قرار دیا؟

جواب کیونکہ نماز میں حمدِ الٰہی، استغفار اور درود شریف شامل ہیں۔ آپؑ نے فرمایا کہ نماز سے ہر قسم کے غم و ہم دور ہوتے اور مشکلات حل ہوتی ہیں۔

سوال زکوٰۃ اور مالی قربانی کا بنیادی مقصد کیا ہے؟

جواب اللہ تعالیٰ کی راہ میں مال کا حصہ نکالنا تاکہ مال پاک ہو، اللہ تعالیٰ کی اطاعت کا اظہار ہو، ضرورت مندوں کی مدد ہو اور اللہ تعالیٰ اس مال میں برکت عطا فرمائے۔

سوال اللہ تعالیٰ کی راہ میں مال خرچ کرنا کس قسم کی تجارت قرار دی گئی ہے؟

جواب یہ ایسی تجارت ہے جس میں گھاٹے کا کوئی سودا نہیں؛ انسان اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے اسے کئی گنا بڑھا کر واپس عطا فرماتا ہے۔

سوال اللہ تعالیٰ نے اپنی راہ میں خرچ کرنے والوں کے لیے کتنے اجر کا وعدہ فرمایا ہے؟

جواب قرآن کریم کے مطابق اللہ تعالیٰ اپنے راستے میں خرچ کیے ہوئے مال کو سات سو گنا بلکہ اس سے بھی زیادہ بڑھا سکتا ہے۔

سوال سورۃ البقرہ کی آیت 273 میں اللہ تعالیٰ نے خرچ کرنے والوں کے بارے میں کیا وعدہ فرمایا؟

جواب فرمایا کہ جو مال اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر خرچ کیا جائے گا، وہ انسان کے اپنے ہی فائدے کے لیے ہے، اور جو کچھ وہ خرچ کرتے ہیں انہیں بھرپور واپس دیا جائے گا اور ان پر ظلم نہیں کیا جائے گا۔

سوال اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنے اور دنیاوی سرمایہ کاری میں کیا بنیادی فرق ہے؟

جواب دنیاوی تجارت میں نفع محدود اور نقصان کا امکان موجود رہتا ہے، جبکہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں اخلاص کے ساتھ خرچ کیا ہوا مال اللہ تعالیٰ کے وعدے کے مطابق برکت، اجر اور کئی گنا اضافے کا ذریعہ بنتا ہے۔

سوال اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنے سے مال پر کیا اثر پڑتا ہے؟

جواب اس سے مال پاک ہوتا ہے، اس میں برکت پڑتی ہے اور اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے اسے بڑھاتا ہے۔ ساتھ ہی انسان دنیاوی نعمتوں سے فائدہ اٹھانے کے باوجود آخرت کا اجر بھی حاصل کرتا ہے۔

سوال اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنے کے لیے مال کیسا ہونا چاہیے؟

جواب مال پاک کمائی سے حاصل کیا ہوا ہونا چاہیے۔ دھوکے، ظلم، غریبوں کو لوٹنے یا ناجائز طریقوں سے حاصل کیا ہوا مال اللہ تعالیٰ کی راہ میں قبولیت کے لائق نہیں۔

سوال اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنے والوں کو پاک کمائی کی تاکید کیوں کی گئی ہے؟

جواب کیونکہ اللہ تعالیٰ پاک ہے اور پاک چیز ہی قبول فرماتا ہے۔ مالی قربانی کا مقصد صرف رقم دینا نہیں بلکہ پاک مال کو پاک دل کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے پیش کرنا ہے۔

سوال تحریکِ جدید کا نیا سال کب شروع ہوتا ہے؟

جواب تحریکِ جدید کا سال 31/اکتوبر کو ختم ہوتا ہے اور یکم نومبر سے نیا سال شروع ہوتا ہے۔ عموماً نومبر کے پہلے جمعہ میں نئے سال کا اعلان کیا جاتا ہے۔

سوال تحریکِ جدید میں مالی قربانی کرنے والے بعض افراد کی کیا کیفیت بیان ہوئی؟

جواب بعض افراد اپنی روزمرہ ضروریات کے لیے معمولی وظیفے پر گزارہ کرنے کے باوجود خلیفۂ وقت کی تحریک پر اسی رقم میں سے بچت کر کے شوق اور اخلاص کے ساتھ چندہ ادا کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے فضلوں کا مشاہدہ کرتے ہیں۔

سوال مالی قربانی جماعتی طور پر کیا فوائد پیدا کرتی ہے؟

جواب مالی قربانی سے جماعتی کام مضبوط ہوتے ہیں، تبلیغِ اسلام کے ذرائع وسیع ہوتے ہیں، دینی ضروریات پوری ہوتی ہیں اور جماعت کے افراد میں اخلاص، اتحاد، اطاعت اور قربانی کی روح پیدا ہوتی ہے۔

سوال حضرت مسیح موعودؑ کی جماعت کے لیے مالی قربانی کیوں ضروری ہے؟

جواب کیونکہ حضرت مسیح موعودؑ نے اسلام کی اشاعت اور غلبۂ دین کے لیے ایک ایسی جماعت قائم فرمائی ہے جو اپنے جان، مال، وقت اور عزت کو دین کے لیے قربان کرنے والی ہو۔

***

وصایا منظوری سے قبل اس لیے شائع کی جاتی ہیں کہ اگر کسی صاحب کو کسی وصیت پر کوئی اعتراض ہو تو وہ تاریخ اشاعت سے ایک ماہ کے اندر دفتر بہشتی مقبرہ کو مطلع کرے۔ (سیکرٹری مجلس کارپرداز قادیان)

مسل نمبر 12706: میں عظمیٰ خورشید بنت مکرم خورشید احمد ٹھوکر صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ پرائیویٹ ٹیچر تاریخ پیدائش: 15 ستمبر 2006 پیدائشی احمدی ساکن: آسنور کولگام کشمیر بقائمی ہوش و حواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ 11 مئی 2026 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از ملازمت ماہوار 6000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: شاہد احمد نائک الامۃ: عظمیٰ خورشید گواہ: سبزار احمد ریشی

مسل نمبر 12707: میں رافعہ خورشید زوجہ مکرم ولید محسن ڈار صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری تاریخ پیدائش: 7 ستمبر 1994 پیدائشی احمدی ساکن: جماعت احمدیہ آسنور کشمیر بقائمی ہوش و حواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ 03/ستمبر 2025 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ زیور طلائی: 2 عدد ہار، 4 عدد کنگن، 1 عدد چین، 1 عدد پنڈلم، 2 عدد جھمکے، 2 عدد بونڈ، 3 عدد انگوٹھیاں، 1 عدد جوڑی ٹاپس۔ (تمام زیورات 22 کیریٹ)۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ سالانہ 50000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: ولید محسن ڈار الامۃ: رافعہ خورشید گواہ: طاہر احمد نائک

مسل نمبر 12708: میں فرحان احمد ولد مکرم رضوان احمد ملکانہ صاحب قوم احمدی مسلمان طالب علم تاریخ پیدائش: 12 اکتوبر 2001 پیدائشی احمدی ساکن محلہ ناصر آباد محلہ احمدیہ قادیان بقائمی ہوش و حواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 25 مئی 2026 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائیداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار 500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: عمر عبد القدیر العبد: فرحان احمد گواہ: رضوان احمد ملکانہ

مسل نمبر 12709: میں مریم عاشفہ ایس ایف بنت مکرم فاروق علی جے ایس صاحب قوم احمدی مسلمان طالب علم تاریخ پیدائش 3 مئی 2003 پیدائشی احمدی ساکن: سیان تھراگن سٹریٹ میلاپالایم بقائمی ہوش و حواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ 11 نومبر 2025 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ زیور طلائی: 100 گرام 22 کیریٹ۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار 2000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: جے ایس سلیم احمد الامۃ: مریم عاشفہ ایس ایف گواہ: جے ایس فاروق علی

مسل نمبر 12710: میں عبد الرزاق ولد مکرم نظام دین صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ ملازمت تاریخ پیدائش 10 جنوری 1969 پیدائشی احمدی ساکن دہری ارلیوٹ تحصیل منجہ کوٹ ضلع راجوری بقائمی ہوش و حواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ 30 اپریل 2026 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائیداد مندرجہ ذیل ہے۔ زمین ڈیڑھ کنال خسرہ نمبر 739 میرا گزارہ آمد از ملازمت ماہوار -/63167 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: ٹی امیر الدین العبد: عبد الرزاق گواہ: محمد اعجاز بھٹی

مسل نمبر 12711: میں امۃ الحی زوجہ مکرم احمد زین الدین معروف صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ پرائیویٹ ملازمت تاریخ پیدائش 11 جولائی 1994 سال پیدائشی احمدی ساکن: مرکیلائی کاسٹل فلیٹ نمبر 104 سلوا روڈ اتاوار مینگلورو بقائمی ہوش و حواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ 12 مئی 2026 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ زیور طلائی: کان کی بالیں 3 گرام، انگوٹھی وزن 3.2 گرام، انگوٹھی 2 گرام (تمام زیورات 24 کیریٹ)۔ حق مہر 140000 روپے۔ میرا گزارہ آمد از ملازمت ماہوار 45000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: محمد لیث الامۃ: امۃ الحی گواہ: عمر عبد القدیر

خطبہ جمعہ بطرز سوال و جواب

توحیدِ خالص کے قیام کے لئے آنحضرت ﷺ کی بے نظیر قربانیاں

خطبہ جمعہ فرمودہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ خطبہ جمعہ 13/مارچ 2026ء بطرز سوال و جواب بمنظوری سیدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

سوال آنحضرت ﷺ کی بعثت کا ایک بنیادی مقصد کیا تھا؟

جواب آنحضرت ﷺ کی بعثت کا ایک بنیادی مقصد توحیدِ الٰہی کا قیام اور لوگوں کو خدائے واحد لاشریک کی عبادت کی طرف بلانا تھا۔

سوال آنحضرت ﷺ نے توحید کے قیام کے لیے کیا کردار ادا فرمایا؟

جواب آپ ﷺ نے قول و فعل، عملی نمونے، دعا اور مسلسل تبلیغ کے ذریعہ توحید کا پیغام دنیا تک پہنچایا اور اپنے صحابہؓ کے دلوں میں بھی توحید کے لیے ہر قربانی دینے کی روح پیدا فرمائی۔

سوال صحابہؓ میں قربانی کا اعلیٰ معیار کیسے پیدا ہوا؟

جواب صحابہؓ میں یہ معیار آنحضرت ﷺ کے عملی نمونے، توحید کے لیے آپؐ کی تڑپ اور آپؐ کی دعاؤں کے نتیجہ میں پیدا ہوا، جس کے باعث وہ توحید کے قیام کے لیے ہر قربانی دینے کو تیار ہو گئے۔

سوال مکہ میں آنحضرت ﷺ کو توحید کی تبلیغ کے باعث کن مشکلات کا سامنا کرنا پڑا؟

جواب کفارِ مکہ نے آپ ﷺ کو مختلف طریقوں سے اذیتیں دیں، تبلیغ سے روکنے کی کوشش کی، آپؐ کے خلاف ظلم کیا اور آپؐ کے ماننے والوں کو بھی شدید تشدد کا نشانہ بنایا۔

سوال شعبِ ابی طالب کا واقعہ توحید کے سلسلہ میں کیا سبق دیتا ہے؟

جواب کفارِ مکہ نے تین سال تک آنحضرت ﷺ اور آپؐ کے خاندان کا مکمل معاشرتی بائیکاٹ کیا، لیکن مقاطعہ ختم ہوتے ہی آپ ﷺ نے پہلے سے بڑھ کر توحید کی تبلیغ شروع کر دی۔ اس سے آپؐ کی استقامت، عزم اور توحید کے لیے غیر معمولی تڑپ ظاہر ہوتی ہے۔

سوال حضرت ابو بکرؓ نے آنحضرت ﷺ کے دفاع میں کیا کردار ادا کیا؟

جواب جب کفار نے آنحضرت ﷺ کو اذیت دی تو حضرت ابو بکرؓ آپؐ کی مدد کے لیے آگے بڑھے اور فرمایا کہ کیا تم ایسے شخص کو قتل کرتے ہو جو کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے اور وہ تمہارے پاس کھلے نشان لے کر آیا ہے۔

سوال آنحضرت ﷺ نے اپنے اوپر ہونے والے ظلم کے جواب میں کیا رویہ اختیار فرمایا؟

جواب آپ ﷺ نے ظلم سہتے ہوئے بھی صبر و تحمل کا مظاہرہ فرمایا اور بدلہ لینے کے بجائے لوگوں کی ہدایت کی امید رکھی۔ آپؐ کی شفقت اور انسانیت سے محبت میں تکالیف کے باوجود کوئی کمی نہ آئی۔

سوال سفر طائف میں آنحضرت ﷺ کے ساتھ کیا سلوک کیا گیا؟

جواب اہلِ طائف نے آپ ﷺ کی دعوت کو قبول کرنے سے انکار کیا، آپؐ کا مذاق اڑایا اور لوگوں کو آپؐ کے پیچھے لگا دیا۔ انہوں نے آپؐ پر پتھر برسائے جس سے آپؐ لہولہان ہو گئے۔

سوال طائف میں شدید ظلم کے باوجود آنحضرت ﷺ نے اہلِ طائف کے لیے کیا رویہ اختیار فرمایا؟

جواب جب پہاڑوں کے فرشتے نے انہیں پہاڑوں کے درمیان کچل دینے کی پیشکش کی تو آپ ﷺ نے اسے قبول نہیں فرمایا بلکہ امید ظاہر کی کہ اللہ تعالیٰ انہی لوگوں کی نسلوں میں ایسے افراد پیدا کرے گا جو خدائے واحد کی عبادت کریں گے۔

سوال آنحضرت ﷺ عرب کے بازاروں میں کیوں تشریف لے جاتے تھے؟

جواب آپ ﷺ عرب کے مختلف اجتماعات اور بازاروں، مثلاً عکاظ، مجنّہ اور ذوالمجاز میں تشریف لے جاتے اور لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی توحید اور اس کی عبادت کی دعوت دیتے تھے۔

سوال بازارِ ذوالمجاز میں آنحضرت ﷺ لوگوں کو کیا پیغام دیتے تھے؟

جواب آپ ﷺ لوگوں سے فرماتے تھے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، اسے مان لو تو کامیاب ہو جاؤ گے۔ لوگ شور مچاتے رہے لیکن آپؐ مسلسل توحید کا یہی پیغام دیتے رہے۔

سوال حضرت بلالؓ نے توحید کے لیے کس طرح استقامت دکھائی؟

جواب حضرت بلالؓ کو سخت جسمانی اذیتیں دی گئیں اور انہیں شرک قبول کرنے پر مجبور کیا گیا، مگر آپؓ ہر تکلیف کے باوجود ’’اَحَدٌ اَحَدٌ‘‘ کہتے رہے اور توحید پر ثابت قدم رہے۔

سوال حضرت ابو بکرؓ نے حضرت بلالؓ کے ساتھ کیا سلوک کیا؟

جواب حضرت ابو بکرؓ نے حضرت بلالؓ کو ان کے مالکوں سے خرید کر آزاد کر دیا، یوں آپؓ نے ایک مظلوم موحد کو ظلم سے نجات دلائی۔

سوال دیگر صحابہؓ نے توحید کے لیے کس قسم کی قربانیاں دیں؟

جواب حضرت سمیہؓ، حضرت عمارؓ، حضرت خبابؓ اور بہت سے دوسرے غلام و آزاد مردوں اور عورتوں نے توحید قبول کرنے کی پاداش میں انتہائی دردناک مظالم برداشت کیے، مگر ایمان سے پیچھے نہ ہٹے۔

سوال آنحضرت ﷺ پر ہونے والے مظالم کی نوعیت کیا تھی؟

جواب آپ ﷺ کو گالیاں دی گئیں، جھوٹا اور مجنون کہا گیا، راستے میں تکلیف دی گئی، گردن میں کپڑا ڈال کر گلا گھونٹا گیا، پتھر مارے گئے اور آپؐ پر گندگی تک ڈالی گئی؛ لیکن آپؐ توحید کی دعوت سے نہ رکے۔

سوال جنگِ اُحد میں توحید کی غیرت کا کون سا واقعہ بیان ہوا؟

جواب جب ابوسفیان نے اپنے بت ہُبَل کی بڑائی کا نعرہ لگایا تو آنحضرت ﷺ نے صحابہؓ کو جواب دینے کا حکم دیا کہ اللہ سب سے بلند اور سب سے بزرگ ہے۔ جب عزّیٰ کا ذکر کیا گیا تو فرمایا کہ جواب دو: اللہ ہمارا مددگار ہے اور تمہارا کوئی مددگار نہیں۔

سوال حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے آنحضرت ﷺ کے مقام کے بارے میں کیا بیان فرمایا؟

جواب حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ آنحضرت ﷺ نے وہ توحید جو دنیا سے گم ہو چکی تھی، دوبارہ دنیا میں قائم کی، اللہ تعالیٰ سے انتہائی محبت اور بنی نوع انسان سے انتہائی ہمدردی فرمائی؛ اسی بنا پر اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو تمام انبیاء اور اولین و آخرین پر فضیلت عطا فرمائی۔

سوال حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نزدیک حقیقی توحید کا آنحضرت ﷺ سے کیا تعلق ہے؟

جواب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مطابق حقیقی توحید اور زندہ خدا کی معرفت آنحضرت ﷺ کے ذریعہ سے حاصل ہوتی ہے۔ آپؑ نے واضح فرمایا کہ انسان اس نورِ ہدایت سے وابستہ رہ کر ہی روحانی طور پر منور رہ سکتا ہے۔

سوال اس زمانہ میں توحید کے قیام کا کام کس طرح جاری ہے؟

جواب خطبہ میں بیان ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے اس زمانہ میں آنحضرت ﷺ کے غلامِ صادق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو توحید کے قیام کے اس کام کو جاری رکھنے کے لیے مبعوث فرمایا ہے اور ہم نے آپؑ کی بیعت کی ہے۔

سوال حضرت مسیح موعودؑ کی بیعت کرنے والوں کی کیا ذمہ داری ہے؟

جواب ہماری ذمہ داری ہے کہ ہم توحید کے قیام کے لیے بھرپور کوشش کریں، اپنی عملی حالتوں کو درست کریں، آنحضرت ﷺ سے سچا عشق پیدا کریں اور حضرت مسیح موعودؑ کی بعثت کے مقصد کو پورا کرنے میں اپنا کردار ادا کریں۔

***

ارشاد حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

’’پس ہر ایک کو، ہر احمدی کو، ہر عہدیدار کو یہ سوچنا چاہئے کہ میں نے زیادہ سے زیادہ دوسرے کو کس طرح فائدہ پہنچانا ہے اور فائدہ پہنچانا ہی ہر ایک کے پیشِ نظر ہونا چاہئے۔‘‘

(خطبہ جمعہ 21/جون 2013ء)

طالب دعا: مصدق احمد، نائب امیر جماعت احمدیہ بنگلور، کرناٹک

NAVNEET JEWELLERS نونیت جیولرز

Manufacturers of All Kinds of Gold and Silver Ornaments

خالص سونے اور چاندی کے اعلیٰ زیورات کا مرکز

الیس اللہ بکافٍ عبدہٗ کی دیدہ زیب انگوٹھیاں

اور لاکٹ وغیرہ احمدی احباب کیلئے خاص

Main Bazar Qadian (Gsp) Punjab (Ph. 01872-220489, (R) 220233

JMB RICE MILL (Pvt) Ltd.

SK ABDUL QADIR

Love For All, Hatred For None

AT. TISALPUR. P.O RAHANJA
DIST. BHADRAK, PIN-756111
STD: 06784, Ph: 230088
TIN : 21471503143

JMB

J.K. Jewellers - Kashmir Jewellers

جے کے جیولرز۔ کشمیر جیولرز

چاندی اور سونے کی انگوٹھیاں خاص احمدی احباب کیلئے

Shivala Chowk Qadian (India)
Ph. (S) 01872 -224074, (M) 91847-58900
E-mail: jk_jewellers@yahoo.com

Mfrs & Suppliers of : Gold and Silver Diamond Jewellery

REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF THE NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO RN 61/57

Weekly BADAR Qadian

Qadian - 143516 Distt. Gurdaspur (Punjab) INDIA

Postal Reg. No. GDP/001/2026-28 Vol. 75 Thursday 17 September - 2026 Issue. 38

ANNUAL SUBSCRIPTION : Rs.850/- (Per Issue : Rs.16/-) By Air : 50 Pounds or 80 US Dollars - 60 Euro (WEIGHT : 50 -100 Gms/Issue)

EDITOR
MANSOOR AHMAD
Mobile. : +91 82830 58886
Email: badrqadian@rediffmail.com
website : www.akhbarbadr.in
www.alislam.org/badr

ACT. MANAGER
ATHAR AHMAD SHAMIM
Mobile : +91 9815639670
Email:managerbadrqnd@gmail.com

توکّل علیٰ اللہ کے حوالے سے سیرت النبی ﷺ کا ایمان افروز تذکرہ

خلاصہ خطبہ جمعہ سیّدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ ۱۱/ستمبر ۲۰۲۶ء بمطابق ۱۱/تبوک ۱۴۰۵ ہجری شمسی بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد، ٹلفورڈ (سرے)، یوکے

تشہد، تعوذ اور سورۃ الفاتحہ کی تلاوت کے بعد حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے توکّل علیٰ اللہ کے حوالے سے گذشتہ جمعے کو بیان کیا تھا۔ آج بھی یہی مضمون ہے۔

مومنوں کو توکّل کی نصیحت کرتے ہوئے آپؐ فرماتے ہیں، جس کی روایت حضرت ابو درداءؓ نے کی ہے کہ آپؐ نے فرمایا کہ جس نے صبح اور شام سات مرتبہ یہ کہا: حَسْبِيَ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ کہ اللہ میرے لیے کافی ہے، نہیں کوئی قابلِ عبادت مگر وہی، اُس پر مَیں نے توکّل کیا اور وہ عرشِ عظیم کا ربّ ہے۔ تو اللہ اُس کے لیے کافی ہے، اُس چیز کے لیے جو اِس شخص کو فکرمند کرتی ہے، خواہ وہ اِس میں سچا ہو یا جھوٹا ہو۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے لیے توکّل کے حوالے سے کس طرح دعا مانگا کرتے تھے۔ اِس بارے میں ایک روایت میں آتا ہے۔ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب آپؐ رکوع میں جاتے تو یہ دعا کرتے تھے: اَللّٰهُمَّ لَكَ رَكَعْتُ وَبِكَ اٰمَنْتُ وَلَكَ اَسْلَمْتُ وَعَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ اَنْتَ رَبِّيْ خَشَعَ سَمْعِيْ وَبَصَرِيْ وَدَمِيْ وَلَحْمِيْ وَعَظْمِيْ وَعَصَبِيْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔ کہ اے اللہ! مَیں نے تیرے لیے رکوع کیا، اور تجھ پر ہی ایمان لایا، اور مَیں نے اپنے آپ کو تیرے سپرد کیا، اور تجھ پر توکّل کیا۔ تُو ہی میرا ربّ ہے۔ میری سماعت اور بصارت اور خون اور گوشت اور ہڈیاں اور اعصاب اللہ تعالیٰ کے لیے جھک گئے ہیں جو تمام جہانوں کا ربّ ہے۔

پھر ایک روایت میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب کبھی مجھے کوئی پریشانی ہوتی تو جبرائیل میرے سامنے ظاہر ہوتا اور کہتا: اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)! آپؐ کہیں: تَوَكَّلْتُ عَلَى الْحَيِّ الَّذِيْ لَا يَمُوْتُ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ لَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا وَ لَمْ يَكُنْ لَّهٗ شَرِيْكٌ فِي الْمُلْكِ وَ لَمْ يَكُنْ لَّهٗ وَلِيٌّ مِنَ الذُّلِّ وَكَبِّرْهُ تَكْبِيْرًا۔ کہ مَیں نے اُس زندہ ہستی پر توکّل کیا، جو کبھی نہیں مَرے گی۔ تمام تعریف اللہ ہی کے لیے ہے جس نے کبھی کوئی بیٹا اختیار نہیں کیا اور جس کی بادشاہت میں کبھی کوئی شریک نہیں ہوا اور کبھی اُسے ایسے ساتھی کی ضرورت نہیں پڑی، جو گویا کمزوری کی حالت میں اُس کا مددگار بنتا، اور تُو بڑے زور سے اُس کی بڑائی بیان کیا کر۔

حضورِ انور نے فرمایا کہ آنحضرت کی ہر وقت اللہ تعالیٰ پر ہی نظر رہتی تھی۔ آپؐ کی اِس صفت کے اعلیٰ معیار کا ذکر کرتے ہوئے حضرت مصلح موعود رضی اللہ نے ایک تقریر میں بیان فرمایا ہے کہ

رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم وخدا دا تعالیٰ پر ایسا توکّل تھا کہ ہر مصیبت اور مشکل کے وقت اُسی پر نظر رکھتے اور اُس کے سوا ہر شے سے توجہ ہٹا دیتے۔

اِس میں کوئی شک نہیں ہے کہ آپؐ آجکل کے صوفیاء کی طرح اسباب کے تارک نہ تھے۔ اسباب کو استعمال کرتے تھے۔ کیونکہ اسباب کا ترک گویا خدا تعالیٰ کی مخلوق کی ہتک کرنا اور اُس کی پیدائش کو لغو قرار دینا ہے۔ لیکن اسباب کے مہیا کرنے کے بعد آپؐ بکُلی خدا تعالیٰ پر توکّل کرتے۔ اور گو اسباب مہیا کرتے لیکن اُن پر بھروسہ اور توکّل کبھی نہ کرتے تھے، اور صرف خدا ہی کے فضل کے اُمیدوار رہتے۔

حضورِ انور نے فرمایا کہ مختلف مواقع پر مشرکینِ مکّہ کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پیشکش کرنا، یعنی مختلف قسم کے لالچ دینا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اللہ تعالیٰ پر بے مثال توکّل کرتے ہوئے جواب دینے کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ حضرت مصلح موعودؓ نے اِن تاریخی واقعات کا نقشہ کھینچتے ہوئے اِس طرح بیان کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب اللہ تعالیٰ کی توحید کے متعلق لوگوں کو وعظ کرنا شروع کیا اور شرک کی تردید شروع کی تو مکّے والوں کو یہ بات بہت ناگوار گزری اور آخر ایک دن سمجھوتا کر کے وہ ایک وفد کی صورت میں رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا ابو طالب کے پاس آئے اور اُنہیں کہا کہ آپ ہماری قوم کے سردار ہیں، آپ کا ہم بہت ادب کرتے ہیں اور آپ کے ادب کی وجہ سے ہم آپ کے بھتیجے کو کچھ نہیں کہتے۔ مگر اب معاملہ حدّ سے گزر گیا ہے۔ اور ہم آپ کے پاس اِس لیے آئے ہیں کہ آپ اُس سے اِس معاملہ میں ہماری طرف سے آخری بات کریں، اور پھر وہ باتیں دُہرائیں کہ جو عُتبہ بن ربیعہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی کی تھیں یعنی اعلیٰ گھرانے کا لالچ اور سب سے زیادہ حسین عورت کا لالچ، روپے کا لالچ، دولت کا لالچ، حکومت کا لالچ، یہ دے کر اِن لوگوں نے کہا کہ مگر اُس کو کہیں کہ وہ اِتنا لحاظ تو کرے کہ ہمارے بتوں کو بُرا بھلا نہ کہے۔ ہم اُسے یہ نہیں کہتے کہ وہ ہمارے بتوں کو مان لے، ہم صرف یہ کہتے ہیں کہ ہمارے بتوں کو بُرا بھلا نہ کہے، اور اگر وہ اِن باتوں میں سے ہماری ایک بات بھی نہ مانے تو پھر آپ اُس کا ساتھ چھوڑ دیں، ہم خود اُس سے نمٹ لیں گے۔

ابو طالب نے رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بُلوایا اور اِن کی پیشکشوں کا ذکر کرتے ہوئے اُن کے اِس مطالبے کو سامنے رکھا کہ وہ کوئی بھی مطالبہ کرے، تو ہم اُسے پُورا کرنے کے لیے تیار ہیں، وہ صرف اِتنا کرے کہ ہمارے بتوں کو بُرا بھلا نہ کہے۔

جب رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچا کی یہ حالت دیکھی، تو اُن کے احسانات کو یاد کر کے آپؐ کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ مگر آپؐ نے فرمایا:

چچا! مَیں تو نہیں کہتا کہ آپ میری مدد کریں، آپ بے شک اپنی قوم کا ساتھ دیں، اور مجھے چھوڑ دیں۔ خدا کی قسم! اگر یہ لوگ سورج کو میرے دائیں اور چاند کو میرے بائیں بھی لا کر کھڑا کر دیں، تب بھی مَیں خدا کے ذکر سے باز نہیں آؤں گا۔

حضورِ انور نے فرمایا کہ یہ اللہ تعالیٰ کی ذات پر یقین کامل توکّل کا وہ مقام ہے جو کہیں نظر نہیں آتا۔

اِسی طرح طائف سے واپسی پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے توکّل کا ایک واقعہ ہے، آپؐ اکیلے ہیں، طائف کے سرداروں کو تبلیغ کے لیے نکلے ہیں۔ جنہوں نے ظلم کی اِنتہا کی۔ واپس آتے ہیں۔ بظاہر مکّہ میں بھی داخل ہونے کی کوئی صورت نہیں ہے۔ ایک خادم ساتھ ہے۔ اور خادم پریشان ہے کہ اب کیا ہو گا؟ لیکن آپؐ کو اپنے ربّ پر پُورا یقین اور پُورا توکّل ہے۔

چنانچہ اِس کا ذکر کرتے ہوئے وہی خادم حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جب مَیں نے آپؐ کی خدمت میں یہ عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اب آپؐ مکّہ میں کیسے داخل ہوں گے، جبکہ وہ آپؐ کو نکال چکے ہیں، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کس شانِ توکّل سے جواب دیا کہ

اے زید! تم دیکھو گے کہ اللہ تعالیٰ ضرور کوئی راہ نکال دے گا۔ اور اللہ تعالیٰ اپنے دین کا مددگار ہے۔ وہ اپنے نبی کو غالب کر کے رہے گا۔

چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سردارانِ قریش کو پیغام بجھوائے کہ آپؐ کو اپنی پناہ میں لے کر مکّہ میں داخلے کا انتظام کریں۔ سارے سرداروں نے انکار کیا۔ آخر ایک شریف سردار مطعم بن عدی نے آپؐ کو اپنی پناہ میں مکّہ میں داخل کرنے کا اعلان کیا۔

ہجرتِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے موقع پر توکّل علیٰ اللہ کے نمونے کیا تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جب ہجرت کی اجازت ملی تو آپؐ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اپنے ہجرت کے پروگرام سے آگاہ کرتے ہوئے ان کے سپرد ایک جاں نثارانہ کام یہ کیا کہ آج رات وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بستر مبارک پر وہی سبز یا ایک روایت کے مطابق سُرخ رنگ کی حضرمی چادر اَوڑھ کر سوئیں گے، جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خود لے کر سویا کرتے تھے اور اپنے اِس جاں نثار فدائی خادم کو خدائی تائید و نصرت کی یقین دہانی کراتے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا کہ فکر نہ کرنا اور بڑے آرام سے میرے بستر پر سوئے رہنا، دشمن تمہارا بال بھی بیکا نہیں کر سکتا۔

اِس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر سے باہر تشریف لائے، جبکہ کفّارِ مکّہ کے چنیدہ بہادر جن کی آنکھوں میں گویا خون اُترا ہوا تھا، وہ تلواریں ہاتھ میں لیے عین نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر کے باہر چاق و چوبند پہرہ دے رہے تھے کہ کب رات گہری ہو اور ہم دَھاوا بول کر ایک ہی وَار میں رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا گویا کام تمام کر دیں نعوذ باللہ! اور ابوجہل جو کہ گویا اُن کا سرغنہ تھا، بڑے تکبر اور تمسخر سے یہ کہہ رہا تھا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) یہ کہتا ہے کہ اگر تم اُس کے معاملہ میں اُس کی پیروی کرو گے تو تم عرب و عجم کے بادشاہ بن جاؤ گے، پھر تم اپنی موت کے بعد اُٹھائے جاؤ گے، تو تمہارے لیے اُردن کے باغات کی مانند باغات بنائے جائیں گے اور اگر تم ایسا نہیں کرو گے تو تمہارے درمیان قتل و غارت گری ہو گی۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم باہر نکلے اور فرمایا کہ ہاں! ایسے ہی مَیں کہتا ہوں اور سورت یٰسین کی آیات دو تا دس پڑھتے ہوئے اور اِن کے سروں پر خاک ڈالتے ہوئے اِن کے سامنے سے نکل گئے۔ لیکن خدا کی قدرت کہ آپؐ جاتے ہوئے کسی کو بھی دکھائی نہ دیے، بلکہ وہ لوگ گاہے گاہے اندر جھانک کر دیکھ لیتے اور اطمینان کر لیتے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اپنے بستر پر ہی ہیں۔

خطبہ کے آخر میں حضورِ انور نے ہجرت کے واقعہ اور آپؐ کے توکّل اور جرأت کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا محاصرہ کیا گیا۔ آپؐ کی کمال شجاعت کو دیکھو کہ دشمن سر پر ہے اور آپؐ اپنے رفیقِ صادق صدیق رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہیں: لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا۔

یہ اللہ تعالیٰ پر کمال ایمان اور معرفت کا ثبوت ہے۔ خدا تعالیٰ کے وعدوں پر پُورا بھروسہ ہے۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّ بَارِكْ وَسَلِّمْ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ

Printed & Published by: Jameel Ahmed Nasir on behalf of Nigran Board of Badar. Name of Owner: Nigran Board of Badar. And printed at Fazle-Umar Printing Press. Harchowal Road, Qadian, Distt. Gurdaspur-143516, Punjab. And published at office of Weekly Badar Mohallah - Ahmadiyya, Qadian Distt. Gsp-143516, Punjab. India. Editor:Mansoor Ahmad